نعتیہ دیوان

ریاض نعیم

مصنفہ

سید المفسرین صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ

بانی : جامعہ نعیمیہ مرادآباد

مع

نزہت الناظرین

استاذ الشعراء مولانا معین الدین صاحب مرادآبادی، والد محترم

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ

ناشر: مکتبہ نعیمیہ دیپا سرائے سنبھل ۲۴۴۳۰۲ (مرادآباد)

نعتیہ دیوان

ریاضِ نعیم

مصنّفہ

بدالمفسرین صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ

بانی: جامعہ نعیمیہ مرادآباد

مع

نزہت الناظرین

ستاذ الشعراء مولانا معین الدین صاحب مرادآبادی، والدِ محترم
حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ

شر: مکتبہ نعیمیہ دیپا سرائے سنبھل ۲۴۴۳۰۲ (مرادآباد)

کتابت: حبیب احمد نعیمی

کتاب ـــــــــ ریاضِ نعیم

مصنف ـــــــــ حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ مرادآبادی

بارِ دوم ـــــــــ جون ۱۹۹۵ء

کاتب ـــــــــ حبیب احمد نعیمی

مطبوعہ ـــــــــ فائن آفسیٹ پریس

ناشر ـــــــــ مکتبہ نعیمیہ دیپا سرائے سنبھل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
جگ کا خالق سب کا مالک وہی باقی، باقی ہالک
سبکو وہی دیتا ہے روزی نعمت اسکی دولت اسکی
ہم سب اسکے عاجز بندے وہی پالے وہی مارے
اوّل آخر غائب حاضر اس کو روشن اس پہ ظاہر
عزّت والا، حکمت والا، نعمت والا، رحمت والا

سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سچا مالک سچا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
رازق داتا پالن ہارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
عالم دانا واقفِ کل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
میرا پیارا، میرا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

طاعت سجدہ اس کا حق ہے اسکو پوجو وہی رب ہے
اللہ اللہ اللہ اللہ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

اے بہارِ زندگی بخش مدینہ مرحبا
غنچۂ پژمردۂ دل کو شگفتہ کر دیا،
سرمۂ نورِ بصر ہو آکے میری آنکھ میں
تو نے ان آنکھوں کو دکھلائی مدینہ کی بہار
دل نثارِ قبۂ خضرائے شاہنشاہِ دیں
آستانۂ پاک پر امیدواروں کے ہجوم
یہ نعیم الدین اور طیبہ کے جلوے یا عجب

اے فضائے جانفزائے باغِ طیبہ مرحبا
مرحبا اے بادِ صحرائے مدینہ مرحبا
مرحبا صد مرحبا ای خاکِ بطحا مرحبا
مرحبا جود و نوالِ شاہِ طیبہ مرحبا،
جاں فدائے آستانِ عرش پایہ مرحبا،
رحمتِ عالم سے کہتے ہیں کریما مرحبا،
مرحبا فضل و عطائے شاہِ طیبہ مرحبا،

نوادر العروض :۔ فن عروض میں بے مثل کتاب ہے۔

بمنقبت اعلیحضرت شبیہ غوث الثقلین سید شاہ علی حسین الاشرفی الجیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بمقام طواف تحریر نمود)

شد قبلۂ دلم چو بکعبہ طواف را — پرنور کرد از رخ روشن مطاف را،
بارید دُر ز نرگس و سیراب تر نمود — گل را و چاہ را و صراحی صاف را،
اے مہر جلوہ چو رخ مہر ما بکن — ور نہ خجل نشیں کہ چہ حاجت گزاف را
فشاند گل ز لعل و زاں گل بساعتے — بخشید نور آئینہ کوہِ قاف را
دل پارہ پارہ کرد خدنگِ نگاہِ یار — ہم تیر او بدوخت لب ہر شگاف را
آوردہ ایم کاسۂ سر را بخدمتش، — زاں آرزو کہ بشکند ایں مہ صحاف را

اے دستگیر دستِ نعیم حزیں بگیر
آنجا کہ حزن نیست مر اہل عفاف را

دیگر

ہے کون جو شائق ہو مری طرحِ ستم کا — مشتاق دل و جاں سے ہوں درد کا غم کا
یکتا ہوں وہ غمگیں کہ کہیں جز مرے گھر کے — ڈھونڈو تو پتہ تک نہ ملے رنج و الم کا
اب شوق یہ کہتا ہے وہاں پہلے ہی پہنچے — کاغذ سے بھی آگے ہو قدم نقشِ رقم کا
اور رشک یہ کہتا ہے کوئی دیکھے نہ مضموں — کاغذ پہ نشاں بھی نہ رہے نقشِ رقم کا
وہ اپنا جفا کاری میں ثانی نہیں رکھتے — معلوم نہیں کس سے لیا درس ستم کا
وعدے تو وہ کر لیتے ہیں ایفا نہیں کرتے — کچھ پاس نہ وعدہ کا انہیں ہے نہ قسم کا
اے کاش کوئی اس بتِ طناز سے کہتا — ہے چاہنے والا ترا مہماں کوئی دم کا
دزدیدہ نگاہوں سے مجھے آپ نے دیکھا — ممنون ہوں میں آپ کے اس لطف و کرم کا
سنتے ہیں نعیم آتے ہیں وہ بہرِ عیادت — کیا آج ستارہ مری تقدیر کا چمکا

دیگر

کس کے وعدہ پہ اعتبار رہا
مرتے مرتے بھی انتظار رہا!

بزم اعدا میں رات جاگے ہیں
آنکھ میں شام تک خمار رہا

آنکھ وہ کیا جو اشکبار نہ رہی
دل ہی کیا وہ جو بے قرار رہا

آنکھ وہ دید سے جو شاد رہی
دل جو دلبر سے ہمکنار رہا

آپ پہلو میں دشمنوں کے رہے
میری آنکھوں میں انتظار رہا

نہ وفا کی جناب نے مجھ سے
نہ مجھے دل پہ اختیار رہا

روتے روتے گذر گئیں راتیں
دل بے صبر بے قرار رہا

انتہا ہے سیاہ بختی کی
دل گرفتار زلف یار رہا

ہائے منعم کی بیکسی افسوس
نزع میں بھی اشکبار رہا

خمسہ دیگر برغزل جامی رحمۃ اللہ علیہ

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْنَا حُسْنَا
بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْنَا

نَحْنُ فِیْ سِکَّۃِ بَلَدٍ لَعُطِفْنَا
شرف کعبہ بود کوے ترا

زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفَا

کتاب العقائد عقائد کے بیان میں۔ اقول السدید فی مسائل الختم و معانقۃ العید

زانکہ بد از عشقش سرمست — دلق اندر بغل و کاسہ بدست
دلق انداختہ و کاسہ شکست — زائر کوئے تو از کعبہ گذشت
سر کوئے تو کجا کعبہ کجا

گرد فرمان خدا وند قدیر — خاکِ ما از مئی الفت تخمیر
عشق ابروئے تو اے مہر منیر — ساخت ہمچوں مہ تو ما شدہ پیر
میل ابروئے توام پشت دوتا

عشق را طرفہ مگر بنیاد است — بر لبِ دوست از و فریاد است
کہ تنم ہمچو قلم برباد است — سر من غرقہ بخوں افتاد است
تا فتاد ست ز تیغ تو جدا

مے بمیناست مگر ساقی نیست — ترقیہ موجود مگر راقی نیست
جز تو از درد و مرار واقی نیست — بے تو با جاں گرم باقی نیست
جاں اگر رفت ترا یادِ بقا

زرد و نزدِ اطبا ، زرد — فکر دار و مدا و انکند
منت ناز طبیباں نکشد — ہر کجا درد دوا نیز بود
چو تو بے درد فتادی چہ دوا

یَلْحَقَ الضَّیْرُ بِاَصْحَابِ وِلَا — مَابِہِ الْحَظُّ لِاَہْلِ الْاَہْوَا
چوں نعیمؔ است گرفتارِ بلا — داشت در بیت حزن جامی جا
جَاءَہٗ مِنْکَ بَشِیْرٌ فَنَجَا

ازکی الاہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال :- چاند کے بارے میں تار و خط وغیرہ کے احکام
اسواط العذاب علیٰ قوامع القباب :- مزارات پر قبے بنانے کے

منقبت در شانِ شہزادہ عالیجاہ حضرت امام علی اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نورِ نگاہ فاطمہؑ آسماں جناب
صبرِ دلِ خدیجۂ پاکِ ارم قباب

لختِ دلِ امام حسین ابن بوتراب
شیرِ خدا کا شیر وہ شیروں میں انتخاب

صورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب
گیسو تھے مشکِ ناب تو چہرہ تھا آفتاب

چہرہ سے شاہزادہ کے اٹھا ہی تھا نقاب
مہرِ سپہر ہوگیا خجلت سے آب آب

کاکل کی شام رُخ کی سحر موسمِ شباب
سنبل نثار شام فدائے سحر گلاب

شہزادۂ جلیل علی اکبرِ جمیل
بستانِ حسن میں گلِ خوش منظرِ شباب

پالا تھا اہلِ بیت نے آغوشِ ناز میں
شرمندہ اس کی نازکی سے شیشۂ حباب

صحرائے کوفہ عالمِ انوار بن گیا
چمکا جو رَن میں فاطمہ زہرہ کا ماہتاب

خورشید جلوہ گر ہوا پشتِ سمند پر
یا ہاشمی جوان کے رُخ سے اٹھا نقاب

صولت نے مرحبا کہا شوکت تھی رجز خواں
جرأت نے باگ تھامی شجاعت نے لی رکاب

چہرہ کو اسکے دیکھ کے آنکھیں جھپک گئیں
دل کانپ اٹھے ہوگیا اعدا کو اضطراب

سینوں میں آگ لگ گئی اعدارِ دین کے
غیظ و غضب کے شعلوں کے دل ہوگئے کباب

نیزہ جگر شگاف تھا اس گل کے ہاتھ میں
یا اژدہا تھا موت کا یا اسوءِ العقاب

چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا
اس سے نظر ملاتا یہ تھی دل میں کس کی تاب

کہتے تھے آج تک نہیں دیکھا کوئی جوان
ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب

مردانِ کار لرزہ براندام ہوگئے
شیرافگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب

کوہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کر دیا
کی ضرب خود پر تو اڑا ڈالا تا رکاب

تلوار تھی کہ صاعقۂ برق بار تھا
یا از برائے رجمِ شیاطین تھا شہاب

چہرہ میں آفتابِ نبوت کا نور تھا
آنکھوں میں شان صولتِ سرکارِ بوتراب

پیاسا رکھا جنہوں نے انہیں سیر کر دیا　　اس جود پہ ہے آج تری تیغ زہرآب
میداں میں اس کے حسن و ہنر دیکھ کر نعیمؔ
حیرت سے بدحواس تھے جتنے تھے شیخ و شاب

دیگر

ترکِ عصیاں کن اعتذار چہ سود　　توبہ کن توبہ انتظار چہ سود
ہوش کن ہوشِ فکرِ عقبیٰ کن　　مستیٔ بادہ و خمار چہ سود
راہ در دل بجوئے سوئے حبیب　　سجدۂ خاک رہگذار چہ سود
روحِ اعمال بندۂ اخلاص است　　زاہدا صوم افتخار چہ سود
چوں نماندست التفات بغیر　　پس نظر سوئے گلعذار چہ سود
ترک کن ایں و آں و ما و من　　قصد مقصد کن از غبار چہ سود
گوشہ گیر چوں نعیم الدین
صوفیا گردشِ دیار چہ سود

دیگر

اے دل از انتظار یار چہ سود　　وز غمِ ہجر بیقرار چہ سود
گر نباشد مکانِ دوست بدل　　نالہ و آہ و چشمِ زار چہ سود
در تو در دل بہار ہا داری　　پس ترا سیر لالہ زار چہ سود

اعز الاکتناہ فی ردّ صدقۃ مانع الزکوٰۃ ۔ رسالہ خیرات و زکوٰۃ کے بیان میں ہے۔ قیمت
آداب الاخیار فی تعظیم الآثار ۔: آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار اولیاء کی تعظیم کے بیان میں قیمت

چوں نباشد بہار در بار طن ، فصل گل موسم بہار چہ سود
داغ در سینہ یار اندر دل سیر گلزار ولالہ زار چہ سود
خانۂ دل ز غیر خالی کن بر رخ آئینہ غبار چہ سود
دل کہ اسرار گاہ دلدار ست غیر را اذن دخل یار چہ سود
فکر دنیا خس است آتش زن خار وخس در مقام یار چہ سود

ہچو ویرانہ نعیم الدین
خانۂ دل خراب وخار چہ سود

دیگر

تکتے رہتے ہیں عجب طرح سے راہِ امید حسرتِ دید تماشائے نگاہِ امید
بند کس واسطے کی آپ نے راہِ امید یہ تو فرمائیے کیا دیکھا گناہِ امید
بے نیازی نے تری مار ہی ڈالا ہوتا خیر سے بچ گئے ہم پاکے پناہِ امید
روز غم بھی ہیں شبِ ہجر کی صورت تاریک ہیں خوش آئند مگر شام وپگاہِ امید
ہم سے کھنچتے ہو مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کبھی کھینچ ہی لائے گی حضرت کو سپاہِ امید
آپ اتنا تو سمجھئے کہ لگی رہتی ہے آپ کے لطف پہ سرکار نگاہِ امید
آپ جاتے ہیں مرے گھر سے تو یہ یاد رہے چھوڑ کر آئے ہیں نعیم کو تباہِ امید

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ
مسئلہ علم غیب میں بے نظیر کتاب ہے
قیمت

خمسہ بر غزل جامی

مگر ہمت شیخ جامش برد

یہ ہجراں و حرماں کے صدمے اشد — یہ دوری کے رنج و الم بے عدد
ہمارے غموں کی نہیں کوئی حد — نہ پیکے کہ از تا پیامش برد
نہ بادے کہ روزے سلامش برد

نہ بے چینی میں کچھ کمی ہے نہ کاست — نہ دل را قرارے نہ غم را دواست
ہو کس طرح سے کوئی تدبیر راست — مرا طاقتِ دیدنِ او کجاست
کہ بیخود شود ہر کہ نامش برد

بہت فکر کی ہم نے شام و پگاہ — بہت روئے راتوں بہت کھینچی آہ!
نظر آئی تدبیر یہ صبح گاہ — بود سرمہ دیدہ آں خاکِ راہ
کہ مردم بصد اہتمامش برد

بہت فکر میں تھا دلِ چارہ جو — یہ کرتا تھا خود آپ سے گفتگو
میں دیکھوں انھیں اور وہ ہوں روبرو — چہ نیکوست بودن گرفتار او
خوشا دل کہ راہے بدامش برد

وہ سیمائے انور وہ نور انام — وہ رخ کی تجلی وہ حسنِ تمام
تجلی مہر ہو ایسی روشن ہو شام — چواں مے کند جلوہ از طرفِ بام
فلک رشک از طرفِ بامش برد

مجھے دیکھ کر ایسا وحشت زدہ — نسیمِ سحر کو بھی رحم آ گیا
براہِ عنایت بشانِ سخا — مرا سوئے سرو سہی چوں صبا
ہوائے قدِ خوش خرامش برد

نعیم سیہ کار بے حد ہے بد — مگر لطف کی ان کے گر ہو مدد
تو حاصل ہو بے شک نعیمِ ابد — بہ میخانہ جامی بخود چوں رود

دیگر

کبھی تو آ مرے دل میں قرارِ دل ہو کر — کبھی ہو آتشِ غم سے سرد مشتعل ہو کر
پھر ایسا جلوہ دکھا حسنِ بے مثالی کا — ہرے ہوں زخمِ دلِ زار مندمل ہو کر
مٹا دے مجھ کو کہ جلوہ نما ہو ہستیِ حق — مرے وجود کا پندار منفعل ہو کر
عروجِ عالمِ روحانیت کہاں وہ کہاں — جو پھنس گیا ہو عناصر میں پابگل ہو کر
یہ عشقِ مادیت راہزن ہے مہلک ہے — پہنچنے دے گا نہ منزل پہ جا مخل ہو کر
عجب مقام ہے تدبیر ہائے عالم سے — خلل فراغ میں آئے نہ مشتغل ہو کر

نعیمِ مست خدا جانے کہہ گیا کیا کیا
خرد سے دور حماقت میں مشتمل ہو کر

دیگر

گفت دانا و عارفِ اسرار — لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّار
سرِ منصور بر سرِ دارے — سرِ ما زیرِ پائے توسنِ یار
ایں قدر فرق لازمی آمد — درمیانِ اراذل و سردار
پیئے ما جرعۂ بود کافی — بہر او اندکے جیحون و بحار
ما نداریم ظرفِ یک قطرہ — او نیارد محیط را بشمار

دل ما تنگ و تیرہ ہست نعیمؔ
دلِ او ہست مشرقِ انوار

دیگر

چھپ کے پردہ میں آنکھ کے وہ حسیں | دل کے پردہ میں ہوگیا ہے مکیں
لاکھ پردہ ہے اور پردہ نہیں | جلوہ گر گشت یار پردہ نشیں

غم زدہ زن گشت حسن در بازار

منعم خستہ و جگر افگار | از پئے زخمہائے قلب نگار
مرہمے می نخست از بازار | کیں صدا آمد از در و دیوار

لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ

دیگر

دلِ افگار کا خدا حافظ | تنِ بیمار کا خدا حافظ
گریۂ غم رفیق ہر دم ہے | چشمِ خونبار کا خدا حافظ
بے زری بیکسی میں عزم حرم | ایسے ناچار کا خدا حافظ
دشمنوں کے برے ارادے ہیں | مسلمِ زار کا خدا حافظ
آندھیاں چل رہی ہیں آفت کی | گلِ بے خار کا خدا حافظ
آہ کرتی ہے آہ کش کو ذلیل | دل کے اسرار کا خدا حافظ
چل دیئے باغ سے چمن پیرا | گل و گلزار کا خدا حافظ
کیا ظالم نے آشیاں ویراں | بلبلِ زار کا خدا حافظ
جس کو لینا ہے عشق کا سودا | اس خریدار کا خدا حافظ

بندہ تنہا مصیبتیں بیحد
منعم زار خدا حافظ

دیگر

ہم اٹھا بیٹھے ہیں اس شوخ کے دیدار پہ حلف
جان دینے کے لئے ابھٹے خمدار پہ حلف،

وعدۂ وصل کیا اور قسم بھی کھائی
پھر جو کچھ سمجھے تو انکار او اکار پہ حلف

رات بوسے تو نہ دیتے تھے، مگر دیتے تھے
بوسہ بوسہ پہ قسم گریۂ خونبار پہ حلف

آپ کی آنکھوں نے بیمار بنایا ہم کو
ہو اگر شک تو رکھو نرگس بیمار پہ حلف

اس میں کیا بس ہے مرا کس لئے دیتے ہو مجھے
گرم نالہ پہ قسم آہِ شرر بار پہ حلف

وعدہ کیا شے ہے وہ خوبی سے اڑا دیتے ہیں
ایک ہی جنبش ابروئے ستم کار پہ حلف

اے نعیمؔ آج جو مشہور وفا دشمن ہیں،
رکھتے ہیں عہدِ وفا کا وہ وفادار پہ حلف

دیگر

مَرِیْضُ الْحُبِّ یَا مَوْلَائِیْ یَہْوَاکْ
وَلَا یَغْشِیْہِ شَیٌٔ غَیْرُ لُقْیَاکْ

کرم کن بر غریباں طالبِ مشتاک
ز ہجراں برلب آمد جانِ غمناک

اَلَا یَا لَیْتَ شِعْرِیْ اَیْنَ اَلْقَاکْ

رہے غیر از رہ عشقت نہ پویم
حدیثے جز ثنائے تو نہ گویم

ز لوحِ قلب نقشِ غیر شویم
بہر جمعیتی وصلِ تو جویم

لَعَلَّ اللّٰہُ یَجْمَعُنِیْ وَاِیَّاکْ

بدیدارِ تو باشد کے برابر
نظر کردن بخلدِ پاک منظر

نہ بر دارم ز خاک پائے تو سر
نعیمِ خلد اگر گردد میسّر

لَعَمْرِیْ لَا یَطِیْبُ الْعَیْشُ لَوْلَاکْ

زخود رستم کہ یابم از تو ہستی
چو سایہ ہم رہت باشم دوامی

مرا حاصل حضورِ خویش یابی
عناں عزم ہر سوئے کہ تابی

سوئے المیتم لیس لہ سواک

فغان و آہ و شیون ہا شنیدی — بچشمِ لطف سوئے من نہ دیدی
چرا اے جانِ من از من رمیدی — شدم خاکِ رہ و دامن کشیدی
ز من چوں شاخِ گل حاشاک حاشاک

اگر بر گردنِ عاشق نہی تیغ — فدائے تیغ گردم سیدی تیغ
برائے جانِ منعم می بری تیغ — بقصدِ قتل جامی می بری تیغ
کرم ہائے کنی اللہ اَبقاکَ

دیگر

کیجئے کس سے بیانِ دردِ دل — کس سے کہئے داستانِ دردِ دل
غیر کی منت اٹھانا کیا ضرور — حال کہہ دے گی زبانِ دردِ دل
سوزشِ غم کا بیاں ہے آہِ گرم — چشمِ تر ہے قصہ خوانِ دردِ دل
عاشقِ شوریدہ سے کیا پوچھنا — زرد رخ ہے ترجمانِ دردِ دل
دیکھ کر اُن کو شگفتہ ہو گیا — کیا دکھاتا میں نشانِ دردِ دل
تابشِ رخ سے سحر کر دیجئے — ہے شبِ تیرہ جہانِ دردِ دل
زخمہائے دل کے غنچے کھل گئے — رنگ پر ہے بوستانِ دردِ دل
درد سچا ہے تو ہو گی چشمِ لطف — ہے یہی بس امتحانِ دردِ دل
اے صبا جا کر مدینہ میں سنا — حالِ زارِ نیم جانِ دردِ دل
لطف ہو منعم سے فرمائیں حضور
ہے مزے کی داستانِ دردِ دل

دیگر

جہاں زیرِ نگینِ شاہِ عالم — درخشاں مہرِ دینِ شاہِ عالم
[illegible] از عرشِ اعلیٰ [illegible] شاہِ عالم

امامِ قدسیان سدرہ منزل یکے از خادمین شاہِ عالم
جمیلِ آسمانی خانہ زادے ز انوارِ جبین شاہِ عالم
نعیم الدین عاصی ہیچ کارہ غلامِ کمترینِ شاہِ عالم

دیگر

ربِ احمد کی قسم احمدِ ذیشان کی قسم اپنے آقا کی قسم شاہِ رسولاں کی قسم
دردِ دل کی قسم اپنے دلِ پنہاں کی قسم مٹ گئے عشق میں خاکِ درِ جاناں کی قسم
پھر بھی بے چین ہے دل جنبشِ داماں کی قسم

ملتی ہے تیری غلامی سے نجاتِ ابدی تجھ میں گم ہونے کو کہتے ہیں ثباتِ ابدی
تجھ پہ مٹ جاؤں تو حاصل ہوں صفاتِ ابدی تجھ پہ مرنے کو سمجھتا ہوں حیاتِ ابدی
آرزوؤں کی قسم حسرت و ارماں کی قسم

دیکھنے والوں کے پھر ہوش اڑا دے جلوہ آج ہر ذرہ کو خورشید بنا دے جلوہ
حسرتیں اس دلِ شیدا کی مٹا دے جلوہ حشر ہے آج تو بے پردہ دکھا دے جلوہ
تجھ کو محبوب مرے چاکِ گریباں کی قسم

دلِ وحشی ہے ترے ہجر میں ہر دم مغموم درِ اقدس پہ پہنچنا یہ کہاں تھے مقسوم
آ گئے تقدیر میں کیا ہے یہ نہیں کچھ معلوم تیرہ بختی نے رکھا وصل سے اب تک محروم
شبِ ہجراں کی قسم شامِ غریباں کی قسم

خسروِ حسن ترے حسن کی یکتا ہے بہار دل تو کیا چیز تری زلف پہ کونین نثار
یہ نعیم نہ کسی طرح کہے گا زنہار دل الجھتا ہے خدا کے لئے زلفوں کو سنوار
اپنے بیدم کے تجھے حالِ پریشاں کی قسم

دیگر

نہ روزے کہ مغموم و محزوں گریم نہ شامے کہ من ہمچوں مجنوں نہ گریم
نہ وقتے کہ از سیل افزوں نہ گریم دمے نگزرد کز غمت خوں نہ گریم
نہ وصلت جدا ماندہ ام چوں نہ گریم

بسلطانِ خوباں مرا ہست رازے بدرگاہ سرکار دارم نیازے
باہل جہاں کے کند قلب سازے نہ بینم بطرفِ چمن سروِ نازے
کہ از شوق آں قدِّ موزوں نہ گریم

بکارم کجا آید ایں تاک زادہ خمارم ز عشق ست ہر دم زیادہ
مرا ساقیم ذوقِ پاکیزہ دادہ نیارم گہے سوئے لب جام بادہ
کہ بر یاد آں لعلِ میگوں نہ گریم

مرا یاد محبوب ہر لحظہ باید، گہے التفات سوئے کس نشاید
دلم جانبِ مہوشاں کے گراید بجز لیلیٰ مرا ہیچ گہہ یاد ناید
کہ بر محنت و دردِ مجنوں نہ گریم

حقیقت شناسے کہ وصفت شنیدہ تعلق ز خوبانِ عالم بریدہ
ہراں را کہ ذوقِ غمِ او چشیدہ نہ خونِ جگر ماند و نے آبِ دیدہ
نہ از بے غمی داں کہ اکنوں نہ گریم

نعیما بسے ہست ہشیار جامی کہ دارد نیازے بسرکار جامی
ز عشقِ نبی گنجِ اسرار جامی نہ بینم گہے گریہ بازار جامی
کہ از دیدہ و دل بروں خوں نہ گریم

****

منقبت بجناب امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عابدِ کبریا امام حسین، زاہدِ بے ریا امام حسین
گلِ گلزارِ سیدِ عالم مہ جبیں خوش لقا امام حسین
حضرتِ فاطمہ کے نورِ نظر، دینِ حق کی ضیاء، امام حسین
قرۃ العین حضرت حیدر سیدِ اولیاء، امام حسین
سبطِ اکبر کے راحتِ دل وجاں قوتِ مجتبیٰ امام حسین
دین کے پیشوا امام حسین رہنما مقتدا امام حسین
جملہ اصحاب کے قرارِ دل وارثِ انبیاء امام حسین
جانثارانِ دین کے سرخیل ہادی و پیشوا امام حسین
وہ شہادت کو ناز ہو جن پر اہلِ صبر و رضا امام حسین
صاحبِ عدل و داد و حلم و کرم تاجِ اہلِ سخا امام حسین
حامیِ دین ناصرِ ملت دینِ حق پر فدا امام حسین
کربلا کی زمین پہ خوں سے لکھا تم نے نامِ وفا امام حسین
تم نے دکھلا دیا زمانے کو نقشِ صدق و صفا امام حسین
دھوم عالم میں ہے شجاعت کی کام ایسا کیا امام حسین
کیسے کیسے ستم ہوئے تم پر عاشقِ کبریا امام حسین
راہِ حق میں کٹا یا سب کنبہ مرحبا مرحبا امام حسین
تین دن تک پیاس میں تڑپا تیرا سب قافلہ امام حسین،
نونہال اپنے تم نے نذر کیے فخرِ صبر و رضا امام حسین
فوجِ ظالم کی روسیاہ ہوئی کر کے ظلم و جفا امام حسین
تیری صولت سے تیرے اعداء میں تہلکہ پڑ گیا امام حسین

تیری تلوار کا جہاں میں ہے — آج تک غلغلہ امام حسین
کاٹے ہر وار میں پرے کے پرے — رد دیئے اشقیا امام حسین
جلوہ افروز کربلا میں ہوئے — سید انبیا امام حسین
آپ کو دائمی حیات ملی، — اے امام ھدیٰ امام حسین
سب جہاں میں تمہارا قبضہ ہے — فاتح کربلا امام حسین
ساری خلقت میں ہو گئے رسوا — تیرے اعدا شہا امام حسین
سارے عالم کے مومنوں کیلئے — رب سے کیجئے دعا امام حسین
آپ سے رکھتے ہیں امید کرم — رنج کے مبتلا امام حسین

اس نعیم گناہ گار پہ لطف،
اے شہ اصفیا امام حسین،

دیگر

قتیل خنجر بیداد ہوں میں — فدائے ناوک صیاد ہوں میں
مجھی سے ہے جہاں میں نام الفت — حدیث عشق کی اسناد ہوں میں
مصائب کے پہاڑوں کا نہیں خوف — کہ اپنے وقت کا فرہاد ہوں میں
نکالے چشمے اس بت کو رلا کر — ترا اے کوہکن استاد ہوں میں
میں یہ چاہوں کہ تم ہو خانہ آباد — یہ چاہو تم مروں برباد ہوں میں
یہ پایا آپ کی الفت کا ثمرہ — لگایا جب سے دل ناشاد ہوں میں
چمن میں کس طرح میرا گذر ہو، — اسیر پنجۂ صیاد ہوں میں،
کیا ایسا غموں نے مجھ کو رنجور — کہ محو نالہ و فریاد ہوں میں
اسیر عشق ہوں آزاد ہوں میں — غموں میں مبتلا ہوں شاد ہوں میں
یہ فیاضی کرم کر کر کے ہر بار — مجھی کو بھولتے ہیں یاد ہوں میں
شادی اس نے مری سرگرانی — رہین منت جلاد ہوں میں،

گل و نسرین پہ یہ دل مائل نہیں ہے — فدائے قامتِ شمشاد ہوں میں
نعیمؔ بے خطا پر یہ جفائیں،
غنیمت ہے کہ ان کو یاد ہوں میں

دیگر

نالہ کرتے ہیں، آہ کرتے ہیں — یہ بھی کوئی گناہ کرتے ہیں
پاؤں زخمی ہوئے تو ہونے دو — سر کو ہم وقفِ راہ کرتے ہیں
آپ کے ہجر میں اسیر الم — گریہ اے بادشاہ کرتے ہیں
دور دوری کا دور ہو جائے — یہ دعا صبح گاہ کرتے ہیں
دل لگانا کسی سے لا حاصل — وہ کسی سے نباہ کرتے ہیں
گرچہ عاصی ہیں تیری رحمت کے — ہم امیدا اے الٰہ کرتے ہیں
ناامیدی ہے کام کافر کا — یاس وہ روسیاہ کرتے ہیں
آپ کے غم میں جان دی ہم نے — آپ کو ہم گواہ کرتے ہیں
ان کے حسنِ جمیل کی توصیف — انجم و مہر و ماہ کرتے ہیں،
حالِ دل ان سے کیا کہے کوئی — سن کے وہ واہ واہ کرتے ہیں
حسنِ ناپائیدار پہ یہ غرور — بت ستم بے پناہ کرتے ہیں
عشق کرتے ہیں جو پری رو سے — نامہ اپنا سیاہ کرتے ہیں،
حسنِ فانی بھی حسن ہے کوئی — عمر کو کیوں تباہ کرتے ہیں،
حسنِ باطل پہ ناز اور غمزہ، — کیوں یہ نامہ سیاہ کرتے ہیں،
آنکھ رکھتے ہیں جو نعیم الدین
دل سے عشقِ الٰہ کرتے ہیں

دیگر

قصہ ان کے ستم کا کہتے ہیں — اشک خوں آنکھ سے جو بہتے ہیں
ہم ہی ہیں وہ جو آپ کے طعنے — سنتے رہتے ہیں اور سہتے ہیں،
آپ کا حسن بے زوال نہیں — مہر و مہ بھی کبھی تو گھٹتے ہیں
پردہ در پردہ پردہ در پردہ — آپ آنکھوں میں میری بستے ہیں
اس کا انکار تو غلط ہو گا — دلِ منعم میں آپ رہتے ہیں

دیگر

تختۂ مشق جفائے کج ادا میں ہی تو ہوں
گرد رہ ہوائے عتاب دلربا میں ہی تو ہوں
خاک ہو کر میں نے ان کا رتبہ بالا کر دیا
مس کو جو کر دے طلا وہ کیمیا میں ہی تو ہوں
بانیِ ظلم و ستم جور و جفا تم ہی تو ہو،
ناز بردارِ ستم عینِ وفا میں ہی تو ہوں
سختیوں کے واسطے پیدا ہوا میں ہی تو ہوں
قیس اور فرہاد سب کا پیشوا میں ہی تو ہوں
کشتۂ تیغ ستم رنجور نازِ فتنہ را
منعم افگار شکوۂ جفا میں ہی تو ہوں

ایک قطعہ

شکستہ حال و شکستہ دل و شکستہ امید
زباں شکستہ ہوں باتیں شکستہ کہتا ہوں

شکستِ خط میں شکستہ قلم سے حالِ شکست
شکستہ دل کا شکستہ ورق پہ لکھتا ہوں

دیگر

اے زائرِ کوئے نبی آتا تو کر اے مہرباں
اہلِ مدینہ کو سنا حالِ نعیمِ خستہ جاں

مایوسیوں کی کثرتیں ناکامیوں پہ حسرتیں،
تنہائیوں کی وحشتیں اندوہِ غم کی داستاں

بیتابیوں کا سلسلہ بے چینیوں کا مشغلہ
ناصبریوں کا غلغلہ اور شدتِ دردِ نہاں

سر میں ہے سودائے جنوں وحشت سے حالت ہے زبوں
دل سے ہوا رخصت سکوں آنکھوں سے اشکِ خوں رواں

شدت پہ ہے دردِ سر، زوروں پہ ہے دردِ جگر،
خوں رو رہی ہے چشمِ تر، پھٹکر ہوا ہے دل کتاں

جاتے رہے تاب و تواں اعضا میں قوت ہے کہاں
غم نے کیا ہے نیم جاں دردِ جدائی الاماں

یہ شورشِ طوفانِ غم یہ سوزشِ رنج و الم
ہجراں کے یہ جور و ستم اور ضعیف و ناتواں

دن حسرتوں میں کاٹنا راتوں کو رو نا جاگنا،
ہر وقت غم کا سامنا ہر لحظہ آنکھیں خوں فشاں

اعدا کے نرغے ہیں جدا اپنے ہوتے ہیں بیوفا
ہر سمت سے آئی بلا آفت کا ٹوٹا آسماں

جور و ستم کی بارشیں اور دشمنوں کی سازشیں
بیکار ہیں سب نالشیں مسلم کا خوں ہے رائیگاں

ہم کیا کہیں حال تباہ ہم سے ہوئے بیحد گناہ،
بیشک ہیں ہم نامہ سیاہ نادم ہیں اب ہم بے گماں

رَبِّیْ ظَلَمْنَا نَفْسَنَا تُبْنَا اِلَیْکَ رَبَّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا مَا قَدْ مَضٰی بخش اے رحیم بیکراں

یَا اَهْلَ طَیْبَهْ اُنْظُرُوْا اَحْوَالَنَا ثُمَّ اذْهَبُوْا
عِنْدَ الشَّفِیْعِ وَاشْفَعُوْا فِیْ حَضْرَتِهٖ بِالْجَنَانِ

قُوْلُوْا لَهٗ خَیْرَ الْوَرٰی اِرْحَمْ عَلٰی مَنْ قَدْ عَصٰی
جَاءَ اِلَیْکَ تَائِبًا کن درگذر از جرم آں،

اے خاتم پیغمبراں اے سرورِ ہر دو جہاں
اے مالکِ کون و مکاں رحمے بحالِ عاصیاں،

اے رحمتِ عالم مدد اے سیدِ اکرم مدد
اے دافعِ ہر غم مدد امداد اے شاہ جہاں

فریاد اے سلطانِ دیں اے رحمۃ للعالمین
تم ہو شفیع المذنبیں اس در سے ہم جائیں کہاں

فریاد اے محبوب رب، فریاد اے شاہِ عرب
ہم تم سے کرتے ہیں طلب دل کی مرادیں ہر زماں

دل کی مرادیں دیجئے مسرور ہم کو کیجئے،
اب تو خبر لے لیجئے غم ہو چکے ہیں بیکراں

ہم کو غلامی ہو عطا ہو دور سب رنج و بلا،
آفت کی گھٹ جائے گھٹا چمکے نہ غم کا بجلیاں

اب کیجئے ایسا کرم ہو دین کا اونچا عَلَم
کفار کی گردن ہو خم ان کا مِٹے نام و نشاں

اسلام کی لیجئے خبر اور کفر کو پہنچے ضرر
کفار ہوں زیر و زبر سب بھول جائیں مستیاں

مسلم کو پھر شوکت ملے ، اسلام کو قوت ملے
بدخواہ کو ذِلت ملے اے دینِ حق کے پاسباں

ذوقِ عبادت ہم کو دو ، شوقِ ریاست ہم کو دو
سنت کی رغبت ہم کو دو ہم سے ادا ہوں نیکیاں

مسلم ہوں باہم متحد ، بھائی کا بھائی ہو ممد
مِٹ جائے سب آپس کی ضد رشک و حسد سے ہو اماں

طیبہ میں اپنے لطف سے اذنِ اقامت دیجئے
فرقت سے دل بے تاب ہے کب تک رہوں ہندوستاں

راہِ مدینہ دور ہے بندہ بہت مجبور ہے
اور حاضری منظور ہے امداد سلطانِ جہاں

یَا رَبَّنَا صَلِّ عَلٰی مَحْبُوْبِكَ مَحْبُوْبِنَا
اَزْکٰی صَلٰوۃٍ دَائِمًا اَنْمٰی صَلٰوۃٍ کُلَّ اٰنٍ ،

یَا رَبَّنَا سَلِّمْ عَلٰی رُوْحِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی
وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ اِلٰی مَادَارَ دَوْرَانُ الزَّمَانْ

دیگر

۱ اُجڑے ہوئے دیار کو عرشِ بریں بنائیں تو
ان پہ فدا ہے دل مرا ناز سے دل میں آئیں تو
چہرۂ پاک سے نقاب آپ ذرا اٹھائیں تو
حسنِ خدا نما کی شان، شانِ خدا دکھائیں تو
کشتۂ عشق سیدا آپ کے نام پہ مرے

کشتۂ عشق سیدا آپ کے نام پر مرے
جلوہ انہیں دکھایئے آپ اگر جلائیں تو

درد و الم کے مبتلا جن کی کہیں نہ ہو دوا
دیکھیں وہ شانِ کبریا آپ کے در پہ آئیں تو

کرتے ہیں کس پہ کچھ ستم، کیوں ہو کسی کو رنج و غم
مولد مصطفیٰ کی ہم عید اگر منائیں تو

بد ہیں اگرچہ ہم حضور آپ کے ہیں مگر ضرور
کس کو سنائیں حالِ دل تم کو نہیں سنائیں تو

آپ کے در پہ گر نہ آئیں کون سا در ہے جس پہ جائیں
سامنے کس کے سر جھکائیں آپ ہمیں بتائیں تو

حال مرا تباہ ہے نامہ مرا سیاہ ہے
ہیچ مرا گناہ ہے آپ اگر بچائیں تو

دل کی مراد ان کی دید، دید ہے انکی دل کی عید
عید نہیں ہے کچھ بعید لطف سے گر بلائیں تو

صدمے فراق و ہجر کے کس سے یہ عزیز کہے
تو ہی اگر کرم کرے دردِ نہاں سنائیں تو

رفع ہیں فتح کے اثر پیش ہیں کسر کے ضرر
زیر کو کیجئے زبر نصب عدا اٹھائیں تو

کرنے کو جان و دل فدا روضۂ پاک پر شہا
پہنچے نسیم بے نوا آپ اگر بلائیں تو

دیگر
ترجیع بند

کھول دو سینہ مرا فاتحِ مکہ آکر — کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کردو باہر
پردے غفلت کے نگاہوں سے ہٹا دو یکسر — مجھ سیہ کار پہ فرما دو عنایت کی نظر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

دلِ تاریک کرم ہو تو مجلّٰی ہو جائے — تیرہ آئینہ توجہ سے مصفا ہو جائے
سینہ انوار گہِ جلوۂ مولیٰ ہو جائے — دل میں تم آؤ تو دل عرشِ معلّٰی ہو جائے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

دل میں حرص و ہوس و خواہشِ دنیا نہ رہے — آپکا عشق رہے غیر کا خطرہ نہ رہے
آپکی یاد ہو سر میں کوئی سودا نہ رہے — دل مدینہ رہے اور دیر و کلیسا نہ رہے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

جلوہ فرمائیے قالب میں مری جاں ہوکر — سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں ہوکر
آپ میں ہوکے فنا آپ پہ قرباں ہوکر — قدسیوں کو بھی تو دکھلا دوں میں حیراں ہوکر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

بندۂ درگہِ عالی پہ نعیمِ بے کس — شامتِ نفس سے ہے آہ گرفتارِ ہوس
کیجئے اس کو رہا توڑیئے سب بند و قفس — وردِ لب تا دمِ آخر رہے نامِ اقدس

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

دل میں عشق رخ پرنور کا جذبہ بھی بھردو

دیگر

تمنّائے مطلع

سبزہ ہو فصلِ گل ہو لبِ جوئے یار ہو — وہ مہر مہر سے شب مہ ہمکنار ہو
میں ہوں وہ گل ہو غیر کا نام و نشاں نہ ہو — پھر دیکھئے بہار کی کیسی بہار ہو

تعلیاں

داغِ جگر کا حال اگر آشکار ہو — مہر منیر مہ کی طرح داغدار ہو
ہوگی کبھی حسینوں میں لیلیٰ بھی کوئی چیز — گر آج ہو کنیزوں میں تیری شمار ہو
غیروں پہ لطف کرتا ہوا ایسا بھی کوئی ہے — دل جس کا میری طرح سے یوں داغدار ہو

حیرت

وعدہ پہ بھی نہ جس کے ذرا اعتبار ہو — حیرت یہ ہے کہ اس کا ہمیں اعتبار ہو
بے مہریوں کی یار کا ہم کیا گلہ کریں — دل ہی پہ اپنے جب نہ ہمیں اختیار ہو

مجاز سے انحراف

اے آنکھ اپنے حال پہ اب اشکبار ہو — اے سر خدا کی راہ میں اب تو نثار ہو
اے دل نکل تو سینہ سے یا جز اس کو نکال — بن عرشِ حق کی جلوۂ حق آشکار ہو
اے نفس تا بکے تری سرتابیوں کا زور — بندہ بن اب خدا کا اطاعت شعار ہو
ایماں پہ خاتمہ ہو تو منعم ملے مراد
حاصل رضائے حضرت پروردگار ہو

دیگر

تڑپنے سے دل کو نہ فرصت کبھی ہو　　نہ جاں کو کبھی رنج سے مخلصی ہو
غم و درد ہو رنج ہو بے کلی ہو　　مرا حال ابتر ہو افسردگی ہو
مسیحا مرے درد کے چارہ گر ہو　　معالج فلاطون و بقراط اگر ہو
ترقی مرے درد کو دم بدم ہو　　سرِ مو بھی تکلیف کوئی نہ کم ہو
نیا درد ہو دل میں تازہ الم ہو　　لبوں پر ہو فریاد اور چشم نم ہو
مگر بے قراری فزوں ہوتی جائے
مری آنکھ بھی اشکِ خوں روتی جائے

دیگر

شفیعِ روزِ محشر اے شہنشاہِ زماں تم ہو
مقیمِ عرشِ اعلیٰ ہو مکینِ لامکاں تم ہو

ترے رتبہ سے بالا مرتبہ کس کا ہے دنیا میں
رفیقِ بیکساں ہو تم ہو انیسِ بیکساں تم ہو

کلیجہ کیوں نہ ٹھنڈا ہو تمہارا نام لینے سے
محمد مصطفےٰ تم ہو حبیبِ دو جہاں تم ہو

یہاں پر میں تڑپتا ہوں تمہارے دردِ فرقت میں
مجھے قسمت پہ ان کی رشک ہے مولا جہاں تم ہو

جو تم سے پھر گیا مولیٰ ٹھکانا ہے کہاں اس کا
خدا بھی مہرباں اس پر کہ جس پہ مہرباں تم ہو

چلے گا قافلہ امت کا جب میدانِ محشر کو
نہیں خطرہ ہمیں جبکہ امیرِ کارواں تم ہو

حسابِ زندگی درپیش ہوگا جب قیامت میں
مجھے دامن میں ڈھک لینا پناہِ بیکساں تم ہو

تمہارے نام کا سکہ ہے جاری ساری دنیا میں
سلیماں کس طرح کہدوں کہ شاہِ دوجہاں تم ہو

ترے در سے کہاں جائے نعیمؔ زار اے مولیٰ
طبیبِ دردِ دل تم ہو علاجِ دردِ جاں تم ہو

دیگر

شبِ غم بھی آخر بسر ہوگئی — تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی
مرے دردِ دل کی خبر ہوگئی — جو چشمِ کرامت ادھر ہوگئی
مدینہ کا دیدار مشکل نہیں — نگاہِ عنایت اگر ہوگئی
دیارِ نبی میں گذر ہوگئی — یہ تقدیر کس اوج پر ہوگئی
لئے قلبِ مضطر مدینہ میں پہنچا — تسلی زمیں چوم کر ہوگئی
نگاہیں فدا روضۂ پاک پر — جبیں عاشقِ سنگِ در ہوگئی
مواجہ میں عرضِ صلوٰۃ و سلام — مری آبرو اس قدر ہوگئی
میسر ہوا بوسۂ سنگِ در — یہ عزت تری نامہ بر ہوگئی
جنوں میں مرے اک اضافہ ہوا — دوا درد کی دردِ سر ہوگئی
غمِ عشق تھا دل کے اندر نہاں — مری پردہ در چشمِ تر ہوگئی

نعیمؔ خطا کار پر یہ کرم
شفاعت نبی کی سپر ہوگئی

دیگر

وہ کہنے لگے شب بسر ہوگئی — اٹھو بھی کہ اب تو سحر ہوگئی
وہ آنکھوں میں آئے وہ دل میں بسے — رقیبوں کو کیسے خبر ہوگئی

اشارے مؤثر ہوئے غیر کے　　مری آہ بھی بے اثر ہو گئی
فصاحت سے کہتے ہیں موئے سفید　　کہ ہشیار ہو اب سحر ہو گئی
خودی سے گذر چل خدا کی طرف　　کہ عمرِ گرامی بسر ہو گئی
محبت کو ان کی مروت کو ان کی　　خدا جانے کس کی نظر ہو گئی
رہا صبح دم تک ترا انتظار　　تری شکل تیری کمر ہو گئی
بسا ہے وہ مجھ میں، میں ڈھونڈوں کہاں　　تلاش اس کی دشوار تر ہو گئی
غم و خونِ دل کھاتے پیتے رہے　　غریبوں کی اچھی گذر ہو گئی

نعیمِ سیہ کار مغفور ہو گا،
جو شاہِ جہاں کی نظر ہو گئی

اندر دلم ہوائے تو یا سید الوریٰ　　کونین از برائے تو یا سید الوریٰ
ایمان و دل ولائے تو یا سید الوریٰ　　قربِ اتم لقائے تو یا سید الوریٰ
اندر دلم ہوائے تو یا سید الوریٰ　　عرش دلم سرائے تو یا سید الوریٰ
کافی ست بہر جملہ مریضانِ جاں بلب　　یک حرف از دعائے تو یا سید الوریٰ
سلطانیِ جہاں شراکِ نعالِ پاک　　محبوبیت ورائے تو یا سید الوریٰ
روحی فداک یسرع مولاک فی ہواک　　مطلوبِ حق رضائے تو یا سید الوریٰ

یابد نعیمِ خلد نعیمِ سیاہ کار،
میرد چو مبتلائے تو یا سید الوریٰ

دیگر

گل از نزاکتِ بہائے دلربا حاکی　　قمر ز طلعتِ رخسارِ پر ضیا حاکی
نجوم واصفِ لمعانِ نورِ دندانت　　نور از جبینِ پر انوارِ مصطفیٰ حاکی
سپہر رفعتِ قدرِ ترا ثنا گوئے　　صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی
ز پردہ داری زلفِ تو شب شبینہ خواں　　سحر ز تابشِ رخسار با صفا حاکی

زحسن حلقۂ زلف وظیفہ خوان سنبل　　بذکر چشم تو نرگس بصد حیا حاکی
بمدح جودِ تو ابر محیط رطب لساں　　نہ فیض عام تو در بحر در بر صبا حاکی

نعیم تفتہ جگر خستہ دل اسیر فراق
زدرد ہجر تو شام و سحر شہا حاکی

مناجات

رہے گی ناخنِ فرقت کی کب تک سینہ افگاری　　کرے گی یاس تا کہ زخم پر دل کے نمک باری
بہیں گے دل کے ٹکڑے بن کے آنسو آنکھ سے کب تک　　رہیں گے چشم پر ارماں سے کب تک اشک غم جاری
یہ بے سامانیاں یہ ضعف اور یہ دوری منزل　　دلِ بے صبر کی کب تک رہے گی ایسی ناچاری
شکستہ سی امیدیں زندگی کی کچھ معاون ہیں　　کہ ہمت کی توڑے ڈالتی ہے اپنی ناداری
نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے نہ کوئی مادّی ساماں　　جو کچھ ساماں ہے تو چھوٹی سی تھوڑی گریہ و زاری
میں کس منہ سے کہوں مجھ کو بلا لیجئے مدینہ میں　　میں خود نادم ہوں آقا دیکھ کر اپنی سیہ کاری
کہاں مجھ سا کمینہ اور کہاں وہ بقعۂ طاہر　　کہ جس میں جلوہ فرمائیں حبیب حضرت باری
ولیکن کیا تعجب ہے اگر اپنی کریمی سے　　کرے وہ رحمتِ عالم خطاکاروں کی ستاری
ذرا بھی چشم رحمت ہو تو مٹ جائیں گناہ میرے　　مرادیں سب بر آئیں نکلیں دل کی حسرتیں ساری
مدینہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ سنگ در یہ پیشانی　　وہ آقا ہوں یہ بندہ ہو یہ دامن وہ گہر باری
یہ شیدا ہو وہ روضہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ جلوے ہوں　　یہ طالب ہو وہ مطلب ہو یہ دل ہو اور وہ دلداری
زباں پر ہوں درودیں سر جھکا ہو ہاتھ پھیلے ہوں　　مزا ہو بر سر جود و کرم ہو لطف سرکاری
زہے قسمت گدا ہوں میں اسی سرکار عالی کا　　عطا فرمائی جس کو حق نے سرداری کی سرداری
ملے وہ انبساط و فرح روحانی و ایمانی　　دل غم دیدہ اپنا بھول جائے گریہ و زاری
تمنائیں مچلتی ہوں عطائیں لطف کرتی ہوں　　دعاؤں کی اجابت کر رہی ہو ناز برداری

وہ الطاف کریمانہ ہوں وہ انعام شاہانہ
نعیم الدین کو دیکھیں دیدۂ حسرت سے درباری

تخمیسِ غزلِ خود

زبانِ لال ہے نطق مجسّمہ انشا کی — عجب ہے عاجزی افکارِ عرش پیما کی
ہو مدح کس طرح اس لعلِ عالم آرا کی — گل از نزاکت لبہائے دلربا کی
قمر ز طلعتِ رخسارِ پُرضیا کی

حواس و عقل و خرد و فہم و دانش و فطنت — جلالِ حسن سے سب کو ہے عالمِ حیرت
زمین والے کریں کیا کمال کی مدحت — نجوم واصفِ لمعانِ نورِ دندانت
خور از جبین پر انوار مصطفےٰ کی

تمہاری مدح کی خاطر چمن میں غنچوں نے — ہزار نازش و انداز سے دہن کھولے
ترانہ سنجی بہت کی زبانِ سوسن نے — سپہرِ رفعتِ قدرِ ترا ثنا گوئے
صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا کی

تمہارے حسن کے مداح ہیں زمین و زماں — تمہاری خوبی کا چرچا نہیں جہاں میں کہاں
جمالِ مہر ہے وصافِ عارضِ رخشاں — زرہ داری زلفِ تو شب شبینہ خواں
سحر ز تابشِ رخسارِ با صفا کی

ترانہ سنج تھی گلشن میں آج یوں بلبل — تمہارا چہرۂ انور کہاں، کہاں یہ گل
تمہارے قدموں پہ قربان بوستاں کا گل — ز حسن حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل
بذکر چشم تو نرگس بصد حیا کی

کریم خلق ہو واصف ہے آپکا رحمان — کریم خلق ہو مداح ہے آپکا قرآں
کرم تمہاری کریمی کا بندۂ احساں — بمدحِ جودِ تو ابر محیط رطب لساں
ز فیضِ عام تو در بحر و بر صبا کی

تڑپ رہا ہے عجب طرح سے دلِ مشتاق — غمِ جدائی ہے قلبِ حزیں پہ بیحد شاق
امیدوار نگاہِ عنایت و اشفاق — نعیم تفتہ جگر خستہ دل اسیر فراق

(دردِ ہجر تو شدہ ہمدم سحر شبا خاکی)

دیگر

اے ابن سعد رے کی حکومت تو کیا ملی — ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
اے شمر نابکار شہیدوں کے خون کی — کیسی سزا تجھے ابھی اے ناسزا ملی
اے تشنگانِ خونِ جوانانِ اہلِ بیت — دیکھا کہ تم کو ظلم کی کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے سڑا کئے — گھوڑی پہ گور کو بھی تمہاری نہ جا ملی
رسوائے خلق ہو گئے برباد ہو گئے — مردودو تم کو ذلتِ ہر دوسرا ملی
تم نے اجاڑا حضرت زہرہ کا بوستاں — تم خود اجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی
دنیا پرستو دین سے منہ موڑ کر تمہیں — دنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی
آخر دکھا یا رنگ شہیدوں کے خون نے — سر کٹ گئے اماں نہ تمہیں اک ذرا ملی

پائی ہے کیا نعیم انھوں نے ابھی سزا
دیکھیں گے وہ جحیم میں جس دم سزا ملی

دیگر

نہ مرا درد ستم کاری و وعدہ شکنی — نہ مرا خوف جفا جوئی و عشاق کشی
کے بچسپد بدلم زحرف دنیائے دنی — لی حبیبٌ عربیٌ مدنیٌ قرشیٌ
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

گو بظاہر نہ میسر شدہ دیدارِ نبی — بود دل جلوہ گہ حسنِ ملیح نبوی
از سر صدق ہمی گفت اویس قرنی — لی حبیبٌ عربیٌ مدنیٌ قرشیٌ
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

میں گناہ گار خطا کار سیہ کار سہی — کونسی ایسی بدی ہے کہ جو مجھ سے نہ ہوئی
باوجود اس کے شفاعت کی ہے امید قوی — لی حبیبٌ عربیٌ مدنیٌ قرشیٌ
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

دیگر

کمالِ حسن پردہ مستِ نازِ لااُبالی ہے
سنبھل کر اے دلِ مضطر ترا اللہ والی ہے

ارسطو کیا نبضِ عاشقاں پر ہاتھ رکھنے سے
فلاطوں خود گرفتارِ بلائے خستہ حالی ہے

نہیں کچھ سینہ کاوی چل دیا شاید کہیں دلبر
کہ دل پہلو سے غائب ہے ہمارا سینہ خالی ہے

یہ کس نے روند ڈالا لاشۂ بیکس کو قدموں سے
کہ آنکھیں کھل گئیں جاں آگئی کیا پائمالی ہے

پھلیں نخل و شجر گلزار پھولیں چشمے ہوں جاری
برس اے چشمِ خوں افشاں جہاں میں قحط سالی ہے

فنا ہو اس میں جس کو ہو نہیں سکتی فنا ہرگز
یہ ہستی جس پہ تو مفتوں ہے تصویرِ خیالی ہے

ہنر ہی سے جہاں میں آدمی کی قدر ہوتی ہے
نعیمؔ بے ہنر مشہور تیری بے کمالی ہے

دیگر

سیرِ دل کی جسے میسر ہے — عیشِ دنیا اسے مکدر ہے
اس کے نزدیک زینتِ عالم — خس و خاشاک سے بھی کمتر ہے
اصل نعمت بقا ہے لیکن وہ — کون سی چیز کو میسر ہے
کونسی چیز کو زوال نہیں — نیستی سب کی یاں مقدر ہے
[illegible] — اسی فکر میں مہر خاور ہے

نقشِ بر آب کی طرح ہیں وجود | بے ثباتی ہر اک کی ظاہر ہے
سب حقیقت میں نقشِ باطل ہے | جاہ ہے یا حکومت وزر ہے
دل کی دنیا عجیب دنیا ہے | رازِ ہستی کا اس میں مضمر ہے
دل کو خالی کرو کدورت سے | جلوہ گاہِ جنابِ داور ہے
سارے عالم میں جو سما نہ سکے | جلوہ فرما وہ دل کے اندر ہے
تم اسے ڈھونڈنے چلے ہو کہاں | دلِ بے غل ہی یار کا گھر ہے
پرتوِ حسن لم یزل پہ مٹو | جس سے مومن کا دل منور ہے
ظل کو لے کر نہ اصل کو چھوڑو | سایہ بے اصل نامعتبر ہے
ظل کو ظل جان کر دو توقیر | کیونکہ یہ بھی اسی کا مظہر ہے

رازِ وحدت کھلے نعیم الدین
اشرفی کا یہ فیض تجھ پر ہے،

دیگر

پھر جنوں کہتا ہے خود کو پابہ جولاں دیکھئے،
چلئے اٹھئے اب کے پھر وحشت میں زنداں دیکھئے
اپنے ہی سینہ میں کیجئے اپنے دلبر کی تلاش،
مصر میں کیا جائیے کیا چاہِ کنعاں دیکھئے
از رہِ بندہ نوازی چشمِ پُر انوار سے
دیکھئے میری طرف ختمِ رسولاں دیکھئے
دیکھئے سیمائے انور دیکھئے رُخ کی بہار
مہرِ تاباں دیکھئے ماہِ درخشاں دیکھئے
دیکھئے وہ عارضِ اور وہ زلفِ مشکیں دیکھئے
[illegible] دیکھئے

صبح روشن دیکھئے شام غریباں دیکھئے

جلوہ فرما ہیں جبین پاک میں آیاتِ حق
مصحفِ رُخ دیکھئے تفسیرِ قرآں دیکھئے
یہ نعیمِ زار کیسا ہجر میں بیتاب ہے،
دیکھئے اس کی طرف اے شاہِ شاہاں دیکھئے

دیگر

عطائیں پوچھئے سرکار کی محتاجِ سائل سے
اٹھائے ہوں جنھوں نے فیض ان کے بحرِ ساحل سے
مذاقِ دل ہے شیریں کام اِن شیریں خصائل سے
مشامِ جاں ہوا ہے مست اِس گل کے شمائل سے
امامِ اعظم و محبوبِ سُبحانی شہِ سمناں
پہنچتے ہیں نبی تک ہم انھیں اعلیٰ وسائل سے
وہ روئے حق نما مظہر ہے حسنِ بے مثالی کا
جمال ان کا منزّہ ہے مقابل سے مماثل سے
سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نور
کہ مشکوٰۃ ہے شان ان کی انھیں کیا واسطہ ظل سے
بفضل اللّٰہ نابینا نہیں ہوں کیسے دوں نسبت
کفِ پائے حبیبِ حق کو روئے ماہِ کامل سے
دلیلِ قدرتِ حق ہے مرا ہونا فنا ہونا
شہادت اپنی دلوا لیتے ہیں وہ حق و باطل سے
جنابِ شیخ آئیں خدمتِ پیرِ طریقت میں
یہ عقدے حل نہیں ہو سکتے منطق کے مسائل سے

نگاہِ لطف للہ اے قرارِ خاطرِ مضطر
کہ اب تو آگیا ہوں تنگ میں بیتابیٔ دل سے

غرض کیا ہم کو بلبل سے در اُس کے گرم نالوں سے
نہیں گر دردِ دل میں فائدہ ذکرِ عنادل سے

ہر اک شاہ و گدا کو جن کے در سے ملتا ہے صدقہ
نعیم الدین بھی سائل ہے اسی دربارِ باذل سے

دیگر

غریبوں کی حاجت روا کرنیوالے — فقیروں کو دولت عطا کرنیوالے
عفو کرنے والے عطا کرنے والے — کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے
اشاروں سے مردے جلا دینے والے — تبسم سے دل کی دوا کرنے والے
سناتے ہیں تفسیرِ تنزیلِ محکم — جنابِ نبی کی ثنا کرنے والے
نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے — تری یاد صبح و مسا کرنے والے
ہدایت سے ان کی ہوئے داد گستر — ستم کرنے والے جفا کرنے والے
اسیرانِ عصیاں کی شانِ کرم سے — شفاعاتِ روزِ جزا کرنے والے
وہ صدیقِ اکبر وفا کرنے والے — نبی پر دل و جاں فدا کرنے والے

نعیمِ سیاہ کار پر بھی کرم ہو
دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

دیگر

نہ کر فکر اے دل وہ کیسے ملیں گے — عنایت کریں گے کرم سے ملیں گے
مدینہ کے عاشق مدینہ چلا چل — مدینہ کے رستہ میں کعبہ ملیں گے
پھر دو نہ پوچھو مرے دل کو دیکھو — فضاؤں میں دل کی مدینے ملیں گے

دیگر

اَلذَّاتُ عَنِ الْعُیُوْبِ خَالِیْ — وَالْوَصْفُ مِنَ الْبَیَانِ عَالِیْ
فَرْدٌ وَّ مُحَمَّدٌ عَنِ الْمِثَالِیْ — اے مظہرِ حسن لایزالی
مرآتِ جمال ذوالجلالی

ذاتِ تو ز عیب و نقص خالی — وصفِ تو ز اوج وصف عالی
در ذات و صفات و بے مثالی — اے مظہرِ حسن لایزالی
مرآتِ جمال ذوالجلالی

ہر عیب سے ذات پاک خالی — توصیف و ثنا سے وصف عالی
ثابت ہوئی تیری بے مثالی — اے مظہرِ حسن لایزالی
مرآتِ جمال ذوالجلالی

مخمور ز بادۂ تمنا — مجبور ز قلب ناشکیبا
می جست بہ کوہِ طور موسیٰ — انوارِ تجلی قدم را
رخسارِ تو احسن المجالی

دیدن نتوان جمالِ حق را — بے پردہ دریں سرائے دنیا
بر طور کہ می بجست موسیٰ — انوارِ تجلی قدم را
رخسار تو احسن المجالی

اے قدوۂ رہبرانِ کامل — اے ہادیِ سالکانِ منزل
حلال صعابہائے مشکل — در شانِ کمال تست نازل
آیاتِ مکارم و معالی

بر حسن رخت فدا بہار است — قربانِ دو چشم لالہ زار است
صبح ست کہ تابشِ عذار ست — رویت طرفاً من النہار است
زلفت زلفاً من اللیالی

شیدائے جمال بے مثالش　　مست مئے حسن بے زوالش
جو یدپے بادۂ حلالش،　　میخانہ کہ ساحت جلالش
بادا ز غبار غیر خالی

آں کج کلہاں کہ ارجمند ند　　واں ناموراں کہ عقلمنداں
ویں مدعیاں کہ خودپسند ند　　احرام حریم آں نہ بند ند
جز دردکشاں لااُبالے

مُلّا بشاغل تورّع،　　صوفی بہ تخفّع وتخشع،
منعم بہ نمائش وتصنّع　　جاری بوظائف تضرّع
مشغول بود علے التوالی

بیت در صنعتِ مقلوب مستوی

بشان اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب
قدس سرّہ

اَصَرَّ وَصَحَّ اَحْمَدُ رِضَا اَعْلَامَ کُفْرٍ　　فَکَمَا لَعَا اَصَرَّ مَحَّ اَحْمَدَ رَضَا

نزہۃ الناظرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ دوم

حمد باری عز اسمہ

اول ہی زباں پر ہو سخن حمد خدا کا — اک جلوہ ہے یہ کون و مکاں حسن کی ادا کا
آراستہ کی زلفِ سیہ لیلی شب کی — چہرہ کیا پُر نور و ضیار صبح صفا کا
بے سابقہ خدمت جسد و جان خردی — کس منہ سے بیاں ہو ترے انعام و عطا کا
یارب کسے دعویٰ ہے تری مدح و ثنا کا — ہو سکتا ہے بندہ سے کہیں وصف خدا کا
ادراک تری کنہ حقیقت کا ہے مشکل — قاصر ہے یہاں فہم گروہِ عقلا کا
ہو سکتا نہیں اک سرِ مو جس میں تفاوت — وہ نظم مقرر کیا تو نے دوسرا کا
جو کچھ کیا تو نے مرے مولیٰ وہ بجا ہے — اک ذرہ نہیں دخل وہاں چون و چرا کا

ادراک تری کنہ کا ممکن ہی نہیں ہے — عاجز ہے یہاں فہم گروہ عقلا کا

تو واحد برحق ہے تو ہی قادر مطلق ہے — لاریب ہے خلاق تو ہی ارض و سما کا
افلاک کو جنبش دی زمیں کو کیا ساکن — عاجز ہی رہا ذہن یہاں کل حکما کا
جس پر ہو ترا فضل و کرم اس کو کسی جا — ہوتا نہیں ڈر آفت و آسیب و بلا کا
غمگیں جو سمجھتا ہے ترے درد کو راحت — ممنون وہ ہوتا نہیں زنہار دوا کا
تاباں ہے ترے پرتو انوار سے خورشید — اور ماہ کو خورشید سے ہے فیض ضیا کا
منعم کو بھی ہے تیری ہی بخشش کا بھروسہ — تکیہ ہے تری ذات پہ بے برگ و نوا کا
چھڑکاؤ ہے شبنم کا ہر اک برگ و شجر پر — پنکھا ہے سدا شاہد گلشن پہ صبا کا
جو اس کی پرستش کرے راضی ہے وہ اسمیں — زنہار وہاں فرق نہیں شاہ و گدا کا
ہو رستم و سہراب سے بھی بال نہ بانکا — حامی ترا الطاف اگر ہو ضعفا کا

نزہت کی تمنا ہے تری یاد میں گزرے
ہنگامہ جو یہ چند نفس کو ہے بقا کا

کھو نہ دے جب تک نشان اس ہستی موجود کا
راستہ پائے نہ انسان مرضی معبود کا

دل نہیں جلتا تو آہیں بھی نہیں ہوتیں بلند،
آگ کو کرتا ہے ثابت صاف اٹھنا دود کا

دوست کو اللہ کے، دشمن سے کچھ خطرہ نہیں
بن گیا گلزار شعلہ آتش نمرود کا

خودنمائی اور خودی پیش خداوند غیور،
مغز اک پشہ کو کھلوا دیتی ہے نمرود کا

وصل خالق کی کوئی تدبیر ہو سکتی نہیں
شیفتہ جب تک نہ ہو دل احمد محمود کا

چاہیئے ہر لحظہ یادِ کبریا ذکرِ رسول،،
عالمِ فانی مکاں ہے چند روزہ بود کا

دیدۂ دل خواب میں دیکھے جمالِ احمدی
منتظر مدت سے ہوں اس ساعتِ مسعود کا

دل میں اور آنکھوں میں ہو صورت محمد کی بسی
دونوں عالم کے لئے ساماں ہے یہ بہبود کا

طالبِ حق ہو تو ہو دریائے عرفاں میں غریق
کیونکہ ہے دشوار پانا گوہرِ مقصود کا

ان کی حدِ علم کو انساں سمجھ سکتا نہیں،
ہیں محمد خاص پرتو ذاتِ نامحدود کا

بحثِ امکانِ نظیرِ مصطفیٰ سے دور بھاگ،
کون ہو پابند نزہت مشربِ مردود کا

حمد

مزین حمدِ باری سے ہے مطلع میرے دیواں کا
کریں گے اکتساب اس سے خرد ور نورِ عرفاں کا

وہ بے ہمتا و بے مانند جلوہ ذاتِ سبحاں کا
کہ جس کی دید کی قدرت نہ لائے شوقِ انساں کا

جہانِ کن فکاں ہے اک کرشمہ اس کی قدرت کا
ظہورِ عالم ایجاد قطرہ بحرِ احساں کا

زہے واجب تعالیٰ قادر قیوم دانا ہے
عدم کے ملک سے نقشہ جمایا جس نے امکاں کا

خرد کی تاب کیا صنعت گری کو اس کی پہچانے
کیا پیوند کیسا غیر ممکن جسم سے جاں کا
بنائیں ایک صورت میں عجب وضعیں جداگانہ
کوئی سیدھا کوئی سادہ کوئی ترچھا کوئی بانکا

دیگر

آپ کو واقف کیا خالق نے ان اسرار کا
ذہن بھی پہنچا نہیں جس میں کسی ہشیار کا

نورِ شہ سے ہے یہ عالم ہر در و دیوار کا
کوئی طیبہ پر گماں ہے مصر کے بازار کا

رشک برگ نخل طوبیٰ ہے زبان نعت سخن
ہے اثر یہ فیض نعت سیدِ ابرار کا

کیا بیاں ہو تیرے توسن کا شب معراج میں
برق کرتی تھی تماشا سرعتِ رفتار کا

گر کبھی تیر نگہ سے ہوں ادھر ناوک فگن
منہ لب زخم جگر سے چوم لوں سوفار کا

کیوں نہ ہو ان کے سبب سے دونوں عالم پر ضیا
ذاتِ احمد پر تو ہے حضرت غفار کا

روز و شب نظارہ کرتے اس رخ گیسو کا ہم
کاش ہوتی آنکھ آئینہ شہِ ابرار کا

داغ عشق مصطفےٰ دل میں ہوا اچھا ہوا
چارہ گر خواہاں نہیں ہیں مرہم زنگار کا

آپ فرمائیں لبِ اعجاز سے گر اسلموا
قطع کر دے برہمن رشتہ ابھی زنار کا

دستِ وحشت سے برابر ہم لئے جائینگے کام
تا ابھی جبتک گریباں میں رہے گا تار کا

ذکر پاکِ شاہ نے بخشا ہے یہ رتبہ مجھے،
شور ہے چاروں طرف نزہت مرے اشعار کا

جز نبی کون ہے عالم میں ہے چرچا جسکا
ید قدرت نے لکھا پہلے ہو نقشہ جس کا

کیوں نہ یکتائی کو زیبا ہو بھی نزد شریف
جفت سایہ نہ ہوا ہو قدِ بالا جس کا

بے نظیر اس کو نہ کس طرح کہیں اہلِ خرد
ہاتھ آیا ہو عدم کے بھی نہ سایہ جس کا

ہے محمد کے سوا کون کہ حق سے پیارا ہے
بوسہ مہر نبوت ید بیضا جس کا

مرتبہ میرے پیمبر کے سوا ہے یہ کسے ۔۔۔ چاہیں دیدار بدل حضرت موسیٰ جس کا
بس اسے خاصۂ درگاہِ الٰہی کہیئے ۔۔۔ مژدہ دینے کیلئے آئے ہوں عیسیٰ جس کا
ہے محمد ہی وہ شاہنشہِ اقلیم وجود ۔۔۔ ورم حکم ہوتا حشر نہ کھوٹا جس کا
کیا ہی بیمثل ہے وہ ختم رسل حق کا حبیبؐ ۔۔۔ عقل اول نے بھی ثانی نہیں دیکھا جس کا

ہے وہی محو رخ سرور دیں اے نزہت
عرش اعظم پہ چمکتا ہو ستارہ جس کا

بیاں ہو وصف کیونکر اس حبیب لایزالی کا،
قدم اس راہ میں چلتا نہیں پیک خیالی کا

اگر اٹھ جائے پردہ حسن روئے مصطفائی سے
کریں اقرار یوسف سے حسیں خود بے جمالی کا

چمک دیکھے اگر اے جوہری دندانِ حضرت کی
مکدر نور ہو جائے ابھی سلک لآلی کا

ذہانت کو بشر کی اک سرِ مو بھی نہیں نسبت
کہ جبریل امیں قائل تھا ان کے ذہن عالی کا

ثبات ان کو دیا اللہ نے ہر بات میں ایسا
قدم ہل جائے جن کے سامنے قطب شمالی کا

کمالات محمد کو کہاں تک آدمی سمجھے
کہ ہے اللہ واصف ان کی ذاتِ باکمالی کا

بہار ہفت جنت باغچہ گلگشت کا ان کے،
لقب فردوسیہ ہے نام رضواں ان کے مالی کا،

ہمیں علم ان کا تبیانا لکل شی سے واضح ہے
خلاف اس کے نہ مانیں قول شخص لاابالی کا

میں اپنے ہاتھ سے کحل الجواہر پھینک دوں لیکر
غبار آنکھوں میں پڑ جائے جو اس روضہ کی جالی کا

مدینہ کے درختوں کا بسیرا اگر میسر ہو
نشیمن چھوڑ دے روح الامیں سدرہ کی ڈالی کا

برہمن پر جو پڑ جاتی جھلک نور محمد کی
نہ جپنا شام کی سمرن بھجن کرتا نہ کالی کا

نہیں شاعر میں نزہت واصف ماہ رسالت ہوں
مرے ہر شعر کا پاسنگ ہے دیوان ہلالی کا

دیگر

شاہان دہر کو نہیں یارا خطاب کا — خادم ہے جبرائیل اک انکی جناب کا
منہ سے اگر اٹھائیں وہ گوشہ نقاب کا — پیدا کرے جمال شرف آفتاب کا
ہرگز رخ نبی کے مقابل نہ آسکا — دھویا بہت سحاب نے منہ آفتاب کا
خورشید ان کے چہرہ سے لیتا ہے روشنی — پڑتا ہے جیسے مہ پر عکس آفتاب کا
ہے جب سے روئے شاہ کا پرتو ضیا فگن — بھرنے لگا ہے آئینہ دم آفتاب کا

دیگر

دل سے غلام ہے جو حبیب اللہ کا — وہ مرتبہ سمجھتا نہیں بادشاہ کا
نعلین ان کی تاج سر عرش بالیقیں — قوسین سے گذر گیا گوشہ کلاہ کا
دامن ہر اک لوث سے بے شبہ پاک تھا — طاہر لقب ہوا اسی عصمت پناہ کا
پتلی کبھی جہاں کا تماشہ نہ دیکھتی — پرتو نہ پاتی گر اسی زلف سیاہ کا
اللہ رے شجاعت محبوب کردگار — تنہا رہے تو پھیر دیا منہ سپاہ کا
ہنگام ماد رس شہا آپ کے سوا — ہے کون عذر خواہ ہمارے گناہ کا

کعبہ کو قبلہ کردیا عین نماز میں — منظور حق تھا اس قدر ایمان گاہ کا
یارب دکھا وہ چاند مدینہ کا خواب میں — دل جس کی چاہ میں رہا کنعاں کے ماہ کا
خالق نے ذی وقار بنائے ہزار ہا — لیکن ہوا نہیں کوئی اس عز و جاہ کا
وہ رہ نورد قرب ہے کیا عقلیں ترقیاں — عرش مجید نام ہے اک تکیہ گاہ کا
نزہت مجھے امید ہے فضل کریم کی
ہوں مدح خواں میں سید عالم پناہ کا

دشت میں جب ترے وحشی کو وطن یاد آیا — سامنے بلدۂ دیوانگی آباد آیا
جبکہ عالم یہ عدم سے سوئے ایجاد آیا — نام احمد کا ہی سر دفتر افراد آیا
شحنۂ عدل شہ دیں جو سر داد آیا — ہاتھ باندھے ہوئے ہر اک ستم ایجاد آیا
جلوۂ حسن ملیح نبوی یاد آیا — دل سے نالہ مرا کرتا ہوا فریاد آیا
ایک فراش ہے جبریل ترا اے شہ دیں — کر کے خیمہ جو ترا عرش پہ استاد آیا
نوع انساں میں تو وہ فرد ہے اے فرد شریف — کہ وجود ایک ترا زینت افراد آیا
جب کوئی معرکہ سخت ہوا پیش انہیں — مرکب نصرت باری پئے امداد آیا
مفلسوں کو دیے ایماں کے جواہر تم نے — کون اس طرح کا مخلوق میں جواد آیا
علم دیں میں وہ ہوا آپ کا شاگرد ضرور — گرچہ کیسا ہی کسی علم کا استاد آیا
لے چلا غیر کی جانب کو جو نفس بدکیش
کلمہ آپ کا نزہت کو وہیں یاد آیا

کون رتبہ کو ترے اے مرے مولیٰ سمجھا — جس کو سمجھا دیا تو نے وہی اچھا سمجھا
رتبہ وحدانیت ذات خدا کا سمجھا — اور انسان کہو اس کے سوا کیا سمجھا
لاکھوں اسرار ہیں ذات احدیت میں دقیق — ایک ان میں سے جو سمجھا تو کوئی کیا سمجھا
کنہ خلاق جہاں قابل تفہیم نہیں — کہتے تھے سرور عالم یہی سمجھا سمجھا

عقل وادراک وبشر کی تو حقیقت کیا ہے — عقل اوّل بھی نہ کچھ بھید خدا کا سمجھا
چار عنصر سے ہوا کس لیئے انساں کا وجود — آج تک کوئی حکیموں میں نہ اتنا سمجھا
چرخ کو کس لیئے گردش ہے زمیں کیوں ساکن — جبکہ اتنا بھی نہ سمجھا تو بشر کیا سمجھا
ہو نہ جس جا گذرِ کیفیت و کمیت — وہاں نہ مطلق کوئی سمجھیگا نہ اصلا سمجھا

جس کو ادراک بلا روزِ ازل میں نزہت
ہاں وہی مرتبہ اللہ کا اعلےٰ سمجھا،

خلق میں برتر ہے رتبہ احمدِ مختار کا — کیونکہ وہ مقبول ہے اللہ کی سرکار کا
کردیا مرجع خدا نے ان کو ہنگامِ جزا — ہر ولی کا ہر نبی کا اور کل ابرار کا
کفر کی ظلمت مٹائی دینِ حق ظاہر کیا — سر جھکایا حق کی جانب آپ نے کفار کا
دشمنوں سے دوستی کرنا انھیں کا کام تھا — اس طرح کرتا ہے کوئی پاس کب اغیار کا
آپ ہر اک حال میں تھے طالبِ مرضیٔ حق — حکم رکھتے تھے مقدم داورِ داوار کا
باوجود اس کے کہ تھے اللہ کے محبوبِ خاص — ہاں مگر غالب ہمیشہ خوف تھا قہار کا
غیر یادِ حق کسی دم آپ کو فرصت نہ تھی — تھا خیال انکو نہ اس دنیا کے کاروبار کا
علتِ غائی وجودِ آفرینش کے ہیں وہ — ہیں وہی باعث ربوبیت کے بھی اظہار کا
انکی بعثت خاص رحمت خلق پر اللہ کی — ان کا یہاں تشریف لانا ہے کرم غفار کا
عکسِ نورِ احمدی سے ہیں منور مہر و ماہ — جرم روشن ہے انھیں سے ثابت و سیار کا
ہے درود اللہ کا ان پر مع اصحاب و آل — ذات باری نے کیا واقف انھیں اسرار کا

ہے بہت عاصی یہ نزہت یا الٰہ العالمین
بخشدے اس کو تصدّق احمدِ مختار کا

محمد، احمد ہے اسم سامی لقب بشیر و نذیر ان کا
ہے شرع میں مثل غیر ممکن محال عقلی نظیر ان کا

عجب بلند ان کی شانِ عالی نہ ایسا کوئی ہوا ہوگا
کہ تاجوران کے در کا خادم غلام صاحب سریران کا

وہ ایک بھاری کروہ رہے تھے سپاہ و لشکر کا ڈر نہ کرتے
خدائے غالب ہر اک جگہ پہ معاون انکا نظیر ان کا

وہ ایسے شاہنشہ جہاں تھے کہ تذکرے انکے بر زباں تھے
سر پہ خاقاں سے تھا معظم ہزار درجہ حصیر ان کا

جلال و رعب انکا کیا بیاں ہو زباں ہے قاصر سخنوروں کی
شہنشہوں سے خراج لیتا بزور ہر اک وزیر ان کا

وہ لائے ایسی کتاب برحق کہ شبہ جس میں نہیں مطلق
بجز خدائے قوی و قادر نہ کوئی ہادی نہ پیر ان کا

کمال تائید حق تھی ان پر کہ اک زمانِ قلیل ہی میں
بڑھا ہے ادیانِ ماضیہ سے یہ دین آفاق گیر ان کا

نصیب برگشتہ جن کے ہونگے پھریں گے وہ انکے راستے سے
ازل میں جو بختور رہے تھے وہی ہیں فرماں پذیر ان کا

دیگر

بیاں ہو کس طرح حسنِ ملیح روئے انور کا
کہ روشن جرم ہے پرتو سے انکے مہر خاور کا

مقام لامکاں تک انبیاء میں کون پہنچا ہے
براق برق رو مرکب ہوا ہے کس پیمبر کا

داغ انکا ہے گردوں پر جو اس سے کے جبیں سا ہیں
کیا ہے مرتبہ خالق نے ایسا آپ کے در کا

عدالت گستری نصفت شعاری اس کو کہتے ہیں
مٹایا نام ظالم کا نشاں کھویا ستمگر کا

ہوا اس کا پامالِ جفائے گردشِ گردوں
جو ان کے جادۂ شرع مبیں سے اک قدم سرکا

تبسم آپ فرماتے کبھی گر بزمِ اقدس میں
گماں انکے دُرِ دنداں پہ ہوتا سلکِ گوہر کا

درِ دولت پہ سلطانِ نبوت کے بٹھا دیجئے — نہ کرنا اے مرے مولیٰ مجھے محتاج در در کا
عطا مجھ کو جو درگاہِ نبی کی خاکِ در بھی ہو — تو صاف آئینہ ہو جائے مرے قلبِ مکدر کا
نظر سے جو گرا اس عینِ الطافِ الٰہی کی — نہ دنیا کا نہ دیں کا وہ نہ گھر کا اور نہ باہر کا

صحابہ فیضِ حضرت سے ہوئے ایسے جری نزہت
کہ اک حملہ میں منہ پھیرا شہنشاہوں کے لشکر کا

مداح دل سے ہوں میں شہِ کائنات کا — روزِ جزا یہی ہے وسیلہ نجات کا
ہے جانفزائی ان کے تکلم میں اس قدر — ہر ایک لفظ چشمہ ہے آبِ حیات کا
شیرینیٔ کلام محمد کا شیفتہ — چکھتا نہیں مزہ کبھی قند و نبات کا
اوصاف ان کے صاف ہیں قرآں میں مندرج — انساں سے کب بیاں ہو نبی کی صفات کا
موسیٰ کا روزِ دیدِ جمالِ جنابِ حق — ہم پایہ کب ہے قربِ محمد کی رات کا
جس روز جلوہ گر ہوئے احمد جہان میں — ہے نام لیلۃ الشرف اس دن کی رات کا
اس دن کو کہئے اشرفِ ایامِ روزگار — جس دن ہوا ظہور شہِ کائنات کا
آدم سے تا بحضرتِ عیسیٰ سب انبیاء — دم دل سے بھرتے آئے ہیں احمد کی ذات کا
تشنہ رہے حسین علیہ السلام واں — لوں نام پیاس میں بھی نہ آبِ فرات کا
یارب بچائیے مجھے شیطاں کے مکر سے — جس لحظہ آ کے دم ہو برابر ممات کا

نزہت مجھے امید ہے فضلِ کریم کی
پڑھتا ہوں وصف اس شرفِ کائنات کا

کون سا دن مجھے یارب وہ میسر ہو گا — سر مرا اور درِ محبوب کا پتھر ہو گا
دمِ آخر ترا کلمہ جو زباں پر ہو گا — باغِ فردوس ہمیشہ کو مرا گھر ہو گا
ذکرِ حق نامِ نبی جس کی زباں پر ہو گا — مرتے دم اس کا دہن مشک سے بہتر ہو گا
حشر میں پیشِ خدا ان کے مراتب ہوں بلند — جن کا احکامِ شہِ دیں کے تلے سر ہو گا

ہو گی لاریب شفاعت اسے محشر کی نصیب ‏ اوجِ معراج کا جانا جسے باور ہو گا
آپ سے سب ہیں تلے آپ ہیں سب سے اعلیٰ ‏ اور پھر کون رہا وہ کہ جو برتر ہو گا
آپ وہاں ہونگے شفاعت کے لیے تو موجود ‏ نہ مددگار جہاں خویش و برادر ہو گا
مدح خواں ہوں مری حالت پہ کرینگے وہ کرم ‏ جب کشادہ مرے اعمال کا دفتر ہو گا
دمِ آخر نہ کوئی دھیان ہو دل میں یارب ‏ تو ہی تو ہو گا مرے دل میں تو بہتر ہو گا
تو مرا خاتمہ کر یاد میں اپنے مولیٰ ‏ کہ دمِ حشر ترا ذکر زباں پر ہو گا

ہو گی درگاہِ شہِ دیں کی زیارت حاصل
اوج پر جب کبھی نزہت کا مقدر ہو گا

حسن خود بیں نے کبھی دہر میں پردہ نہ کیا ‏ پر کسی آنکھ نے اس پر بھی نظارا نہ کیا،
یا نبی تم سا خدا نے کوئی پیدا نہ کیا ‏ اپنا محبوب کا کیا خلق کا شیدا نہ کیا
لن ترانی تری اس جلوہ گری میں بھی رہی ‏ کہ نظر باز قوی دیدۂ موسیٰ سے نہ کیا
جانب عالم ناسوت رہی چشمِ کلیم ‏ جب تلک وادیٔ ایمن کا نظارا نہ کیا
آشیاں جب درِ جاناں پہ دیا قسمت نے ‏ پھر تو رُخ طائرِ جاناں نے سوئے طوبیٰ نہ کیا
بو یہ کس کی لئے پھرتی ہے اسے دشت بدشت ‏ آہوئے جاں نے ابھی طے کوئی صحرا نہ کیا
روتے روتے ترے کوچہ میں بہاتا نہریں ‏ کیوں مقدر نے مرے دیدہ کو دریا نہ کیا
گلشنِ نعت میں طوطی تو چہکتا ہے مرا ‏ گو مرے ناطقہ کو بلبلِ طوبیٰ نہ کیا

عمر بھر خاک پہ رگڑا کئے یہ سر لے نزہت
ایک سجدہ بھی پسندیدۂ مولیٰ نہ کیا،

مٹا دیتی تمہاری یادگر نام و نشاں میرا ‏ تو رہتا ذکر ہستی پر ہمیشہ بیگماں میرا
تمہاری مدح پڑھنے سے تمہارا نام لینے سے ‏ یہ ہے خوش کام دائم یہ زباں میری دہاں میرا
تمہاری مدح پڑھنے کے لئے منہ چاہیے شاہا ‏ نہیں زنہار اس لائق زباں میری دہاں میرا

خدا قرآں میں جب آپکا خود مدح گستر ہے — تو پھر مدح میں کیا اور کیا نطق و بیاں میرا
رہے ایماں سلامت اور مجھے تو یہ میسر ہو — نہ ہو جانا جہاں سے یا الٰہی ناگہاں میرا
دکھائے عرصۂ محشر میں جس دم تیزیاں سورج — تو ہو ظلِ لوائے حمد یارب سائباں میرا

خدا سے کیوں نہ ہو امید بخشش کی مجھے نزہت
شفیع روز محشر ہے امام مرسلاں میرا

فنا ہو یاد میں گر آپ کی نام و نشاں میرا — تو بگڑا کام بن جائے شہ کون و مکاں میرا
الٰہی نعت احمد میں وہ شیریں ہو بیاں میرا — کہ نطق طوطی فارس ہو ہمداستاں میرا
نہ پہنچے ذہن مرغ سدرہ کا اوصاف تک جس کے — وہ ہے ممدوح ذیجاہ و جلال و عزوشاں میرا
نہ ہو اک شمہ وصف ذات عالی کا بیاں مجھ سے — اگر تا اوج گردوں جائے ذہن نکتہ داں میرا
اگر اوصاف حسن احمدی جبریل سے پوچھیں — تو کہدیں صاف بے رونق ہے یاں حسن بیاں میرا
جوار مصطفائی میں ملے مرقد کی جا مجھکو — ہمیشہ کے لئے یارب مدینہ ہو مکاں میرا

کہا صبح شب اسریٰ شہ دیں نے تفاخر سے
مکاں جبریل کا سدرہ، مکاں ہے لامکاں میرا

دیگر

افسر جمع رسل وہ سرور خوباں ہوا — جس کا جبریل مقرب طرقوا گویاں ہوا
حضرت آدم سے تا عیسیٰ ہوئے جتنے نبی — یا محمد آپ کا ہر اک مدح خواں ہوا
جس نے دل سے کی گدائی درگہ شہ کی قبول — در اسی کا رشک باب قیصر و خاقاں ہوا
جز محمد کون ہے ایسا مفخر دہر میں — جس کا نقش پا زیارتگاہ انس و جاں ہوا
بعد شہ یاد غلامی سے تھے تنگ ایسے بلال — یوسف جاں کو بدن بھی خانۂ زنداں ہوا
تاب مہر پرخندہ زن تھی دُرِ دنداں کی چمک — گر لب معجز نما اس شاہ کا خنداں ہوا

روکشِ صحنِ چمن دشتِ مدینہ ہوگیا ،
جب وہاں نزہت درودِ سیدِ ذیشاں ہوا

کیا بیاں ہو زورِ بازوئے شاہ عالمگیر کا
ہفت کشور پہ ہے قبضہ آج تک شمشیر کا

اللہ اللہ خوش بیانی اس فصیحِ دہر کی
سنگ دل کو موم کرتا تھا اثر تقریر کا

کیا بشر گر دیکھ لے معجز نمائی آپ کی
ذاتِ شہادت کو دہن ہو پیکرِ تصویر کا

خونِ دل پیکر جو عشقِ احمدی میں مرگیا
مستحقِ جنت میں ہے وہ جامِ شہد و شیر کا

معجزے دیکھا کیا لیکن جہالت میں رہا
نام آخر پڑ گیا بوجہل اس بے پیر کا

ٹوٹ سکتی ہی نہیں حبل المتیں اسلام کی
کیا یہ کوئی سلسلہ ہے آہنی زنجیر کا

ناوک اندازی پہ جان و دل سے قرباں ہو گیا
جنگ میں کھایا ہے پیکاں جس نے انکے تیر کا

سلسلہ میں جس کے ہیں کل بہترین کائنات
پائے ایماں میں مرے حلقہ ہو اس زنجیر کا

سارا عالم گرچہ ہے تحریرِ کلکِ لم یزل ،
حرف افضل ہے محمدؐ خامۂ تقدیر کا

لوث سے ہیں پاک احمد اور ان کی آلِ پاک
صاف کہتا ہے یہ مضمون آیۂ تطہیر کا

جا بجا تعظیم سے قرآں میں ہوتا ہے خطاب
ہے لحاظ اللہ کو خود آپ کی توقیر کا

بدعقیدہ ہے جو کہتا ہے بڑا بھائی انھیں ،
دیکھنے والا ہے بیشک وہ کسی چلے پیر کا

نالۂ دل ہو جو تو درگاہِ والا تک رسا
چوم لے میرا مقدر منہ تری تاثیر کا

جس طرح کہتا ہوں میں روحی فداک اے مصطفےٰ
ویسے ہی شیدا ہوں دل سے شبر و شبیر کا

زندگی میں گر نہیں دیدار لے نزہت نصیب
گور میں ہوگا میسّر دیکھنا تصویر کا ،

تو وہ یکتا ہے کہ تجھ سا تو نہ ہو گا نہ ہوا، تیری قدرت سے بھی ثانی ترا پیدا نہ ہوا
مالک کون و مکاں حق ہے جو چاہے وہ کرے جو نہ چاہیگا نہ ہو گا جو نہ چاہا نہ ہوا
کونسی جا ہے جہاں پہ ترا چرچا نہ ہوا کونسا سر ہے کہ جس میں ترا سودا نہ ہوا
نوری و ناری و خاکی کوئی ایسا نہ ہوا کہ ترے حسن دل افروز کا شیدا نہ ہوا
اپنے اعمال جو دیکھے تو ہم اپنے ہی نہیں کیا شکایت ہے اگر کوئی کسی کا نہ ہوا

غیر ممکن ہے نظیر شہ دیں اے نزہت
ایسے یکتا ہیں کہ سایہ بھی تو پیدا نہ ہوا،

خوشبوئے مدینہ جو صبا لائے تو اچھا تسکین دل بیتاب کی فرمائے تو اچھا
یہ عرض خداوند دو عالم سے ہے ہر دم دم یاد محمد میں نکل جائے تو اچھا
اک بار تصدق سے رسول دو سرا کے اللہ مدینہ ہمیں دکھلائے تو اچھا
اس خاک در پاک پہ آنکھوں کو ملوں میں یہ دل کی تمنا ہری بر آئے تو اچھا

نزہت کی ہے یہ عرض گل باغ رسالت
خوشبوئے مدینہ جو صبا لائے تو اچھا،

فارسی

صحن گلزار جہاں پر طیب از بوئے شما یا نبی خوشخو ہمہ عالم شد از خوئے شما
عکس دندان مبارک عقد پرویں بالیقیں آفتاب عالم آرا پرتو روئے شما
کعبہ از بیت المقدس قبلہ شد اندر نماز ہست منظور خدا ایمائے ابروئے شما

گوئے خور بیروں کشید از غرب دست حق پرست
طرفہ کاری کرد شاہا زور بازوئے شما

گرچہ جنت از ہمہ عالم مقام دلکش است
ہاں مگر دارند حوراں خواہش کوئے شما

خلد فردوس دارم گلزار گلگشتِ شما
سلسبیل و کوثر و ماء معیں جوئے شما

ذاتِ والا را چگونہ در خرد آرد بشر
صد ہزاراں سرِّ حق اندر سر موئے شما

می درآید در مقام قرب خاصِ کبریا
ہر کہ از حسنِ عقیدت می رود سوئے شما

در تلاشِ دلربا اے قمریان سرو جو
می برد دل از کہم آہنگ کوکوئے شما

زیں تقرب بر ملائک فخر دارد جبرائیل
کامد و بنشست او در پیش زانوئے شما

یک غلام خدمت والا ز لشکر رخ نہ تافت
کز ہژبراں می ندارد ترس آہوئے شما

بدگہر بیدیں شقی فی النار شد از قہرِ حق
خستہ از سنگ جفا کرد آنکہ لولوئے شما

ثانی اثنین از ہما فی الغار صدیق رفیق
تا بہ حشر آسودہ خواہد شد بہ پہلوئے شما

پاس حرمت ایں قدر دارد خداوندِ جلیل
بے تکلف پیک حق ناید بمشکوئے شما

نیک خواہاں را بود عیش مخلد در بہشت
بد سگال خاندان خویش بدگوئے شما

غافل از یادِ خدا کے باشم اے ہادیِ دیں
جا گرفت اندر دلِ من ذکر یاہوئے شما

از برائے بخشش نزہت بروز رستخیز،
لب کشائی ہست شاہا تحت قابوئے شما

●●●●●●●●●●●●●●●●●●

حسن یوسف گرچہ شیدا کرد خاص و عام را
نور احمد ساخت روشن دیدۂ ایام را

عقل اوّل را چہ نسبت یا نبی با عقل تو،
پختگی داد ست رایت ہر مزاج خام را

در شب معراج اسپ تیز گامِ مصطفیٰ
در عقب بگذاشت خنگ چرخ نیلی فام را

صاف و روشن راہ دین احمدی اندر نگاہ
می نماید تار و تیرہ مرد بد انجام را

از طلوع مہر عالمتاب دین مصطفیٰ
صبح روز عید شد کفار ملک شام را

صدق گوئے و پردہ پوش عیبہائے بندگاں کرد تعلیم نبی ہر کاذب و نمّام را

دیگر

شانہ چوں بکشاد زلف سرورِ دیں را کرد خجل بوئے مشک نافہ چیں را
پیش نظر بازہ با غالہ زلفش می نتواں بود قدرے یاسمیں را

در شب اسریٰ قدوم سرورِ عالم رونق تازہ نمود خلد بریں را
با تن پر نور خویش آں شہ والا مطلع خورشید کرد خانۂ زیں را
بر سرِ عرش آمدہ چو احمد مرسل روح امیں دیدے آں مکان و مکیں را
صحبت بیک لحظہ در حضور محمد، حامی دیں ساخت ست دشمن دیں را
بروضو آں دُرِ دندانِ مبارک، گرمی بازار آب در ثمیں را
آمدہ چوں آں لب معجز بہ تبسم، خاطر مسرور کرد قلب حزیں را

نزہت دل خستہ راست شوق زیارت
ربنا بر آر آرزوئے چنیں را

شرر عشق کسے سوختہ ساماں را نوبت ایں ست کہ صد شعلہ زند خانم را
ہر زماں عشق تو خوش ذائقہ میگردد لذت ایں ست کباب دلِ بریانم را
از صبا طرۂ گیسوئے تو برہم شدہ است سببے نیست جز ایں حال پریشانم را
اے طبیب آنچہ فتاد است نمی پنداری از دولت دور بکن چارۂ درمانم را
چوں بالطاف قدم رنجہ نمائی روزے دولت آباد کنی خانۂ ویرانم را
از کرمہا تو بخاک درِ خود جانم دہ تا بگردوں برساں منزلت و شانم را

یارب از لطف تو امید بدارد نزہت
مشعل گور من زار کن ایمانم را

یہ غزل بعد وصال شریف حضرت مرحوم کی دیوار نشستگاہ پر حضرت کے قلم خاص سے لکھی ہوئی دستیاب ہوئی،

ان کے الطاف کا جھونکا ادھر آ بھی نہ سکا
غنچۂ خاطر پژمردہ کھلا بھی نہ سکا

آپ آئے تو ہوئے جمع حواس رفتہ
اٹھ گئے آپ تو میں آپ میں آ بھی نہ سکا

فرط سوز دل مضطر کا بیاں کیا کیجئے
داغ دل مرہم کافور اٹھا بھی نہ سکا

دیکھ تو لیتا میں جی بھر کے تمہاری صورت
لخلخہ کوئی دم مرگ سونگھا بھی نہ سکا

اپنی بیمہری کا وہ رشک قمر سن کے گلہ
ایسا بگڑا کہ میں کچھ بات بنا بھی نہ سکا

اپنی واماندگی پر کیوں نہ فدا ہوں نزہت
جا کے میں کوچۂ جاناں سے پھر آ بھی نہ سکا

نعت شریف

رسول اللہ کا ثانی نہیں پایا نہیں پایا
نہ بالائے فلک پایا نہ وہ زیرِ زمیں پایا

خرد نے گلشنِ ایجاد میں پھر کر بہت ڈھونڈا
نہ ایسا سَرو قد پایا نہ ایسا مہ جبیں پایا

کلام ان کے لبِ اعجاز کا اس درجہ میٹھا تھا
کہ اسکے سامنے شیریں نہ ہرگز انگبیں پایا

خدا ان کی ہدایت سے ملا ہے بت پرستوں کو
انھیں کی ذات کے صدقے میں بیدینوں نے دیں پایا

جو رعب و دبدبہ تھا سرورِ عالم کے بشرہ میں
نہ اس ہیبت کا کوئی صاحبِ تاج و نگیں پایا

جمالِ بیمثالی جس کا محبوبِ الٰہی ہو،
نہ جبریلِ امیں نے بھی کوئی ایسا حسیں پایا

کوئی صورت نہیں اس شکل سے تشبیہ کے قابل
کہ جسکے نقشِ پا میں حسن روئے حورِ عیں پایا

خجل انکے پسینہ کی مہک سے ہو گیا عنبر
شمیمِ زلف سے شرمندہ عطرِ مشکِ چیں پایا

صعوبت کے اٹھانے میں وہ یکتائے زمانہ تھے
نہ خوشِ عیش انکو دیکھا اور نہ انکو نازنیں پایا

ملائک پر کھلا تب مرتبہ کفشِ مبارک کا
قدم کو انکے جب بالائے چرخِ ہفتمیں پایا

نبوت کی صداقت پر بڑی محکم ہے یہ حجت
کہ تھے جو دشمنِ اسلام انکو رکنِ دیں پایا

مراتب آپکے ثابت ہوئے اہلِ بصیرت کو
سلامی جب درِ دولت کا جبریلِ امیں پایا

نہایت کد و کاوش کی اسے خوشنود کرنے میں
جسے رنج و مصیبت میں ذرا اندوہگیں پایا

ملائک نے لکھا ہے طبقۂ اعلیٰ میں نام انکا
کہ جس کو صدقِ دل سے آپکا مسند نشیں پایا

دل و جان سے خدا کا شکر کر ہر لحظہ اے نزہت
کہ ہم نے تجھ کو مداحِ جنابِ شاہِ دیں پایا

بے حجابانہ اگر آئے وہ دلبر اپنا
منزلِ ماہ سے بہتر ہو ابھی گھر اپنا

کام آیا نہ کبھی روزِ مقدر اپنا
ہائے سنگِ درِ جاناں نہ ہوا سر اپنا

دل نہ اپنا ہے نہ جاں اپنی نہ یہ سر اپنا
مالک اس اپنے سراپا کا ہے دلبر اپنا

رخ سے اٹھے جو کہیں گوشۂ چادر اپنا
عالمِ نور کو دیکھے وہ مسخر اپنا

کس طرح پہونچیگا یارب مرا نامہ وانتک
اڑتے ہی بھولا ہے پرواز کبوتر اپنا

جوشِ وحشت ہے کوئی جلد پہنائے زنجیر
کہیں اس کوچہ سے ہو پاؤں نہ باہر اپنا

دل ہے یوں آتشِ رخسار پری پہ مائل
گھر کرے آگ میں جس طرح سمندر اپنا

ماہتابی پہ اگر سیر کو آئے وہ قمر
چاندنی دیکھے وہیں رنگ مکدر اپنا

کس کے آنے کی خبر گرم ہے اے ہمنفسو!
دل ہوا جاتا ہے سینہ سے جو باہر اپنا

کیا گراں سنگیِ قسمت کا تماشا دیکھا
بار ہے دوشِ صبا کو تنِ لاغر اپنا

اس کے دنداں کی صفا آئے جو خود بینی پر
سکہ بٹھلائے ابھی آب گہر اپنا

صورت چرخ شب و روز پھرا کرتے ہیں
رنگ دکھلانے لگا پاؤں میں چکر اپنا

کس کے گیسو کی صبا لائی ہے گلشن میں شمیم
نکہتِ گل نے پریشاں کیا دفتر اپنا

پائی دامن پہ جگہ گردِ کفِ پا ہوکر
خاکساری نے یہ چمکا دیا اختر اپنا

یاد آئی ہے ترے کان کی بجلی شاید
برق بیتاب ہے دل سینہ کے اندر اپنا

آہ کس ظالم بے رحم کے پھندے میں پھنسے
کہ نہیں پوچھتا حالِ دلِ مضطر اپنا

جام ہے گر لبِ شیریں صنم تک پہنچے
عمر بھر ہونٹ ہی چاٹا کرے ساغر اپنا

دستِ تاراجیِ گلچیں کے سوا کیا دیکھا
گل نے دامن سے نکالا جو کہیں زر اپنا

رشتۂ الفت کا ہے گردن میں برنگِ زنار
ہائے پھر بھی نہ ہوا وہ بتِ کافر اپنا

آ گئی یاد جو مستِ مئے الفت کی ترنگ
رکھ دیا زہد بھی زاہد نے اٹھا کر اپنا

ہو گئیں جوہرِ شمشیر کی بھی آنکھیں سرخ
گرمیِ خوں نے دکھایا ہے یہ جوہر اپنا

لب ہر ذرہ انا الشمس پکارے نزہت
جس جگہ پاؤں رکھے وہ مہِ انور اپنا

دل اگر محوِ جمالِ گل رخاں ہو جائے گا
گلشنِ جاں جلد پامالِ خزاں ہو جائے گا

جلوہ فرماں وہ مہ تاباں جہاں ہو جائیگا
دامنِ نظارہ آنکھوں میں کتاں ہو جائے گا

جلوہ فرما شاہدِ یکتا جہاں ہو جائے گا
معرفت کی آنکھ حیرت کا مکاں ہو جائے گا

خوبرویانِ جہاں کا یہ تپاکِ خفا ہری
چار دن کے پاس رہنے میں عیاں ہو جائے گا

مشترک اوصاف جاناں فہم سے جب دور ہیں
وصف ذات خاص پھر کس سے بیاں ہو جائے گا

آپ میں جبتک ہے تو اس کا نشاں ملتا نہیں
ترک ہستی خود نشانِ بے نشاں ہو جائے گا

آج جس کو قافلہ سالار ہونے پر ہے ناز
وہ کسی دن گرد راہِ کارواں ہو جائے گا

اپنے کشتہ کو اگر قم کہہ کے زندہ کر دیا
نام قاتل کا مسیحائے زماں ہو جائے گا

گر کبھی گلشن میں ہوگی خوش خرامی یار کی
پائمالِ نازِ سروِ گلستاں ہو جائے گا

دل سے جانیکی نہیں ہے آرزوئے وصل دوست
جامۂ ہستی اگرچہ دھجیاں ہو جائے گا

روح نزہت کی وہیں سے جائیگی پیشِ نبی،
وعدہ اس کی عمر کا پورا جہاں ہو جائے گا

گر پذیرا ہدیہ روح رواں ہو جائے گا
ہمکنارِ جان عیشِ جاوداں ہو جائے گا

جلوہ فرما وہ مہِ تاباں جہاں ہو جائے گا
دامنِ نظارہ آنکھوں میں کتاں ہو جائے گا

نو بہارِ حسن میں عاشق سے بیجا ہے غرور
ایک دن اس باغ میں دخلِ خزاں ہو جائے گا

آپ پھر تاکیں گے قرباں ہونیوالوں کا نشان
تیر قامت اوپری جس دم کماں ہو جائے گا

دوست کی شادی میں میرے ساتھ شاکی تھا عدو
کون کہتا تھا کہ دشمن ہمزباں ہو جائے گا

وصلِ دلبر سے الٰہی ایک دم تو شاد کر،
کیا دلِ بیتاب یوں صرفِ فغاں ہو جائے گا

چودھویں شب کو نہ کھولو زلف کو بہرِ خدا
رنگ روی ماہ کامل کا دھواں ہو جائے گا

ابروئے سفاک کا ہوگا اشارہ جس طرف
کوئی بیجاں اور کوئی نیمجاں ہو جائے گا

دوستی کا نام ہی لیتے نہ ہرگز پیشتر،
کیا سمجھتے تھے کہ دشمن جانِ جاں ہو جائے گا

چنبئی پوشش پہ ہنستے ہنستے گل جائینگے لوٹ ۔۔۔ وہ سنہرا رنگ کشتِ زعفراں ہو جائے گا
گر عنایت سے نہ کی تو نے توجہ کی نگاہ ۔۔۔ آرزوئے دل کا خون لے میری جاں ہو جائیگا
آئینہ رو تو جو نظروں سے نہاں ہو جائے گا ۔۔۔ دیدۂ عرفان حیرت کا مکاں ہو جائے گا
کیا صبا سے کام پروائے کبوتر ہے کسے، ۔۔۔ طائرِ دل ہی مرا نامہ رساں ہو جائے گا
کیا سمجھتے تھے کہ ترک غمزۂ چشمِ پری ۔۔۔ قتل پر آمادہ لیکر برچھیاں ہو جائے گا
بوسۂ دید و صاف رُخ کا ورنہ کوئی روز میں ۔۔۔ آتشِ خورشید پر پیدا دھواں ہو جائیگا
سادگی سے ہے لگایا گرچہ سُرمہ آپ نے ۔۔۔ شوخ تر لیکر نظر کی شوخیاں ہو جائے گا
آپ لے آئیگا اس کو کھینچکر میری طرف، ۔۔۔ آسماں جس روز مجھ پر مہرباں ہو جائے گا
خرمنِ ہستی کو میری پھونک دینے کے لئے ۔۔۔ برق کا ہمدم مرا سوزِ نہاں ہو جائے گا
کیوں نہیں کرتا ہمیں گردشِ رہوار دوست ۔۔۔ اس میں کیا نقصان ترا اے آسماں ہو جائیگا
عکسِ روئے ساقیِ خورشید وش سے بزم میں ۔۔۔ جامِ ہر رنگِ مہر آسماں ہو جائے گا
جنبشِ مژگاں سے دلِ بسمل ہزاروں ہو گئے ۔۔۔ آنکھ پھیر گے تو قتلِ شہر یاں ہو جائے گا
یوں ہی گر قائم رہے گا جوشِ طوفانِ سرشک ۔۔۔ دلِ مرا خوں ہو کے آنکھوں سے رواں ہو جائیگا
اس رخِ بیمثل سے اٹھ جائے گا پردہ اگر، ۔۔۔ صحنِ محشر عیدگاہِ عاشقاں ہو جائے گا

تو نے خود بینی سے نزہت آنکھ جس دن بند کی
جلوہ گاہِ دوست یہ دل بے گماں ہو جائے گا

ہنس کے بولا وہ دلربا میرا ۔۔۔ مل گیا آج مدعا میرا
دیکھو چھیڑو نہ اب خدا کے لئے ۔۔۔ دل بہت ہے بھرا ہوا میرا
کل وہاں بات غیر کی بگڑی ۔۔۔ نہ ہوا حرف ناسزا میرا
کہتے ہیں رات بزمِ جاناں میں ۔۔۔ تذکرہ دیر تک رہا میرا

آج چاکِ جگر کی باری ہے — کل گریباں پہ ہاتھ تھا میرا
منہ سے قاصد کے سُن کے صافِ جواب — حال کچھ اور ہو گیا میرا

کیوں نہ گردن فراز ہوں نزہتؔ
سجدۂ حق کو سر جھکا میرا

عزہ کہاں جو گذرا زمانہ شباب کا — گھٹتا ہے زور بعد زوال آفتاب کا
گوشہ جو اس نے رخ سے اٹھایا نقاب کا — خجلت سے زرد ہو گیا منہ آفتاب کا
تیرے سوا کسی کو نہ جانا نہ جانیں گے — ہے یاد یہ سبق ہمیں ام الکتاب کا
ہم دیکھتے تھے جن کو وہ آتے نہیں نظر — نقشِ ثبات دہر ہے عالم سراب کا
جب جائیں گے بہشت میں الفت کیے جی جلے — یاد آئے گا مزہ انھیں دل کے کباب کا
خود ہو کے مضطرب مرے گھر پر کرم کیے — دیکھا اثر حضور مرے اضطراب کا
ساقی کی چشم مست کے مخمور ہو گئے — چھوڑا شراب خواروں نے پینا شراب کا
دانا نے سر سے دور ہوائے غرور کی — دیکھا ابھر کے پھوٹنا جس دم حباب کا
بے سر بکائے واں نہ کوئی بن پڑیگی بات — یارا نہیں ہے سامنے جس کے جواب کا
کھوئی ہے عمر نشہ میں پی اب تو ہوش کی — آتا ہے وقت جلد حساب و کتاب کا
کیا قوم تھی کہ جس نے پیغمبر کی راہ سے — سمجھا حلال خون پسر بو تراب کا
شوخی نظر میں آنکھ میں جب لبری نہیں — بیکار ہے جھنووں پہ جمانا خضاب کا
چاہے تو اس کو دم میں کرے بحرِ معرفت — انسان جو ایک قطرہ ہے ناچیز آب کا
بگڑے وہ ایسے دیکھ کے مضمونِ دردِ دل — دشوار ہو گیا انھیں لکھنا جواب کا

عشرہ سا جسم نزہتؔ مسکین میں آ گیا
دیکھا اثر جو کونی جبیں پہ عتاب کا

دل رہا پاس دل رہا نہ رہا
دل کے رہنے کا مزا نہ رہا

شورِ الفت تو رہ گیا سر میں
سرو سامان رہا رہا نہ رہا

ہوئی صحت تو دل ہوا بے چین
نہ رہا درد کچھ مزا نہ رہا

کج ادائی سے ماہرویوں کی
دل لگانے کا حوصلہ نہ رہا

اور کی پھر ہمیں شکایت کیا
دل ہی جب اپنے کام کا نہ رہا

تو ہی جاں میں ہے اور نظر میں ہے
جلوۂ رنگ ماسوا نہ رہا

آج نزہت ہوا فنا فی اللہ
کہتے کہتے خدا خدا نہ رہا

●●●●●●●●●●●●●●●

پہلو میں مضطرب ہے مرے دل کو کیا ہوا
برہم ہے یار جذبۂ کامل کو کیا ہوا

ہیں مطلق العناں ترے دیوانے آجکل
اے یار بند طوق و سلاسل کو کیا ہوا

پژمردہ گل ہیں کس لئے سنسان ہے چمن
اے باغبان! شورِ عنادل کو کیا ہوا

نظارہ باز ہیں سرِ رہ منتظر کھڑے
وا کیوں نہیں ہے پردۂ محمل کو کیا ہوا

گم دورِ بادہ قلقلِ و مینا خموش ہے
ساقی ہمیں بتا تری محفل کو کیا ہوا

بے کلی کیسی دل و جان میں پڑی ہوئی
کھلتا نہیں کہ جان سے خلشِ دل کو کیا ہوا

رک رک کے چل رہا ہے جو نزہت کے حلق پر
دستِ جفا و خنجرِ قاتل کو کیا ہوا

●●●●●●●●●●●●●●●

سلسلہ ہے عشقِ گیسوئے بتِ بے پیر کا
ورنہ کچھ مشکل نہیں ہے توڑنا زنجیر کا

گردشِ گردوں نے مجھ کو کر دیا زیر و زبر
پیش آیا حرف لکھا خامۂ تقدیر کا

بے سبب آتی نہیں حلق بریدہ سے صدا
یہ گلو ہے مدح خواں قاتل تری شمشیر کا

اور بھی ہو ایک زخم خنجر ابرو رہا
یوں تڑپتا چھوڑنا زیبا نہیں نخچیر کا

اپنے شیدا پر ہزاروں بے طرح ظلم و ستم
خوف تم کو کیوں نہیں ہے روز دار و گیر کا

مریضِ حق میں نہیں گنجائش چارہ گری
ہاتھ ہے کوتاہ یاں انسان کی تدبیر کا

اور بھی نزہت سے ان کو برہمی زائد ہوئی
شور پہنچا کان میں جب نالۂ شبگیر کا

●●●●●●●●●●●●●●●●●

نہ پوچھو ہمدمو احوال عاشق کے دل و جاں کا
بنا ہے برق خرمن ہر شرارہ آہ سوزاں کا

شہادت خواہ کوچہ میں ترے ہر دم یہ کہتے ہیں
ہمارا دل ہو جولانگاہ برق تیغ جاناں کا

ہوا یہ مجتمع دود دل عاشق نہ گردوں
کہ عالم کو گماں ہوتا ہے جس پر ابر باراں کا

شب وعدہ نہ آنے کی شکایت پر وہ کہتے ہیں
ہماری یاد پر دورہ ہوا ہے کل سے نسیاں کا

نہیں معلوم کیوں دور فلک کو مجھ سے چشمک ہے
مری آغوش خالی اور یہ موسم زمستاں کا

اگر ظلمات ان کے گیسوئے مشکیں کا پرتو ہے
تو عکس عارض جاناں ہے چشمۂ آب حیواں کا

بہار حسن حضرت کی ثنا لکھوں تو کیا لکھوں
کہ جس کے فیض سے آباد ہے گلزار رضواں کا

مری شیریں بیانی سے ترش رو ہو تو حاسد ہو
وگرنہ داد کو وا ہو دہن ہر اک سخنداں کا

میں وہ شاعر ہوں اے نزہت کسی کو بد نہیں کہتا
اگر کیسا ہی مضمون ہو کسی طفل دبستاں کا

●●●●●●●●●●●●●●●●●

راست گوئی نہیں بیاں ان کا
کر چکے خوب امتحاں ان کا

صبح اقرار شام کو انکار
ہے عجب جوہر زباں ان کا

ہیں تصور میں وہ پیشِ نظر، لاکھ منزل ہے گو مکاں ان کا
مجھ سا عاشق نہیں زمانے میں گرچہ شیدا ہے اک جہاں ان کا
وعدۂ وصل ہو غلط ہی سہی اس میں ہرگز نہیں زیاں ان کا
دوستی کا مری خدا حافظ کہ عدو ہے مزاج داں ان کا
چھپ کے ملتے ہیں وہ رقیبوں سے حال کس پر نہیں عیاں ان کا
فہم سے دور ہیں سخن ان کے، قابلِ شرح ہے بیاں ان کا
وہ پتہ دیں نہ دیں مگر نزہت
ڈھونڈ لیگا کہیں نشاں ان کا

ہم نے الفت کا یہ مزا پایا اپنے دل کو جلا ہوا پایا
ہم کو خفیہ جو کچھ وہ کہتے ہیں عام میں اس کو برملا پایا
ترکِ الفت کا جب سے نام لیا دل غم و درد سے بھرا پایا
کھو دیا جس نے اپنی ہستی کو اس نے بے شبہ مدعا پایا
مال دینے سے کم نہیں ہوتا جو دیا اس نے دس گنا پایا
دشمنِ جاں کا دل ہوا ہے رقیق اس کو بھی سخت بے وفا پایا
جان و دل ہو گئے شہیدِ ستم کوچۂ یار کربلا پایا
سرورِ دیں محمدِ عربی جن کو محبوبِ کبریا پایا
جو مرا ان کے عشق میں نزہت
درِ فردوس اس نے وا پایا

بجا ہے نالہ ہائے بوالہوس کا بے اثر ہونا
کہ ہے برعکس طبع نازنیناں شور وشر ہونا

بہت مشکل ہے رمزِ عاشقی سے باخبر ہونا
نہ ہو محسوس جب محبوب کا دل میں گذر ہونا

ادائیں اور ہی ہوتی ہیں جو دل کو لبھاتی ہیں
نہیں دل بردگی کے واسطے کچھ سیم و زر ہونا

محبت نے عجب جلوہ دکھایا دونوں جانب کا
مرا بدنام ہونا اور ان کا مشتہر ہونا

غرض انساں کی ہر امر میں ہے نیک خواہی پر
پھر آگے منحصر قسمت پہ ہے نفع وضرر ہونا

شہادت دے رہا ہے عشق کا پورا اثر ہونا
مرا بیمار ہونا اور تمہارا چارہ گر ہونا

تمہیں دل دے چکے اب اور سے کیا منہ لگائیں گے
کبھی ممکن نہیں عشاق سے نوعِ دگر ہونا

خیالِ پاک کے باعث ہے سیرِ آسماں ہر دم
لئے پھرتا ہے گردوں پر ہمیں بے بال و پر ہونا

دل بریاں کی آہوں سے لگیں چنگاریاں اڑنے
نہ تھا امکاں جو ئے آب سے پیدا شرر ہونا

ابھی کچھ بھی نہیں وہ بت تو فتنے اٹھتے ہیں لاکھوں
قیامت خیز ہوگا نخلِ قد کا بارور ہونا

امنگیں دل کی دل میں ہی رہا کرتی ہیں اٹھ اٹھ کر
بشر کا حوصلہ کھو دیتا ہے بے مال و زر ہونا

علوئے رتبہ کیا کیا ہے ترے نخچیر کو حاصل
کبھی زیر قدم ہونا کبھی فتراک پہ ہونا

جھڑکتے ہیں عبث سرمایہ دار اہلِ فلاکت کو،
نہیں زیبا ہے ان کو تنگیٔ دل اس قدر ہونا

غضب ہوتا جو انساں قادرِ نیکی بدی ہوتا
ترے ہی ہاتھ میں بہتر ہے یارب خیر و شر ہونا

قیامت ہے کنکھیوں سے کسی کا دیکھنا نزہت،
بڑے فتنے بپا کرتا ہے یہ کوتاہ نظر ہونا

قتل کر کے جو وہ سرگرم تماشا نہ ہوا
تین دن تک بھی تو مرا لاشہ ٹھنڈا نہ ہوا

دل گیا ہاتھ سے صدمہ نہیں دل کا نہ ہوا
غم یہی ہے کہ وہ دلبر بھی ہمارا نہ ہوا

جوشِ وحشت میں کبھی بادیہ پیما نہ ہوا
تیرے قدموں سے جدا خون کا دھبا نہ ہوا

تو وہ یکتا ہے کہ تجھ سا تو نہ ہوگا نہ ہوا — تیری قدرت سے بھی ثانی ترا پیدا نہ ہوا

فلک حسن صباحت ہوا چہرہ جس کا — اس کا جھمکا کہو کیوں عقد ثریا نہ ہوا،

عصمتی ہوتے رہے بوالہوسوں کے ملزم — پارہ کیا دامن محبوب زلیخا نہ ہوا

داغ حسرت ہی رہا ماہ فلک کے دل میں — کہ مری جاں وہ ترے ماتھے کا ٹیکا نہ ہوا

تیری وارفتہ کے دلمیں رہی الجھن یہ مدام — کہ اسیر گرۂ زلف چلیپا نہ ہوا،

رات دن اشک بہانے کا نتیجہ کیا ہے، — کوئے جاناں میں اگر خون کا دریا نہ ہوا

چودھویں شب جو سر بام مقابل ہوا ماہ — نور رخسار ترا چاند سے پھیکا نہ ہوا

رہے حیران اطباء سے حذاقت اندیش — کہ مریض تپ فرقت کا مداوا نہ ہوا

عجب نخوت سے اٹھانا نہیں لازم سر کو — کون اونچا ہوا آخر کو جو نیچا نہ ہوا

اپنے کشتہ کی وفاداری کو دیکھ او قاتل — تیرے خنجر سے جدا خون کا دھبا نہ ہوا

کل کھلے خوب شہادت طلبوں کے مقسوم — آج کیوں ترک جفا کیش صف آرا نہ ہوا

قدر گلرو نہیں جبتک نہ ہو جوبن کا ابھار — باغباں کچی کلی کا کبھی سے جویا نہ ہوا

لیکے دل ہاتھ میں پھر کیوں ہمیں ترسانا ہے — کیا ترا ظلم یہ ہم پہ بت ترسا نہ ہوا

شب تاریک میں وہ آیا جو گھر سے باہر — کون تھا اس پہ جسے ماہ کا دھوکا نہ ہوا

دلربائی میں وہ خود کام ہے یکتائے زماں — حیف تو یہ ہے کہ دلداری میں یکتا نہ ہوا

تلخ باتوں میں حسینوں کی حلاوت ہے عجب — اہل دل ان کی ترش روئی سے کھٹا نہ ہوا

ہو کے انساں جو کہے بات دلآزاری کے
اس سے بہتر ہے وہ حیواں کہ جو گویا ہوا

دیگر

کیسا مچلا کہ نہیں مانتا کہنا میرا، کیوں یہ ناداں ہوا یارب دلِ دانا میرا
دل یہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ ہلیں یاں سے قدم کوئے جاناں میں جو ہو جاتا ہے جانا میرا
چل دیئے آپ تو اس میں مرا دعویٰ کیا تھا لے گئے ساتھ کہو کیوں دلِ شیدا میرا
دشمنی ہاتھ کو داماں و گریباں سے نہ تھی تھا مگر دستِ جنوں سے یہ اشارہ میرا
صحبتِ اغیار سے اور مجھ سے رکھائی ہر دم فرض ہے کیا مری جاں تم کو ستانا میرا
ہائے کم بخت یہ دلبری کا دم بھرتا ہے دل کو ہر چند میں کہتا ہوں کہ میرا میرا

زندگی کی کوئی صورت نہیں بنتی نزہت
دشمنِ جاں ہوا جب آپ مسیحا میرا

ہوا ہے حیلہ جو یارب مزاج فتنہ گر کیسا
وہ آکر بیٹھتے ہی بولے اٹھا دردِ سر کیسا

دوبارہ ناوک غمزہ لگا کر مجھ سے کہتے ہیں
ذرا ہم بھی تو دیکھیں آج ہے زخمِ جگر کیسا،

لگاتا کس طرح سے زخمِ دامن دار میں ٹانکا
جراحت دیکھ کر کانپا ہے دستِ بخیہ گر کیسا

بہت لو ہاکڑا ہوتا ہے پانی میں بجھانے سے
غضب ان کا بڑھاتا ہے یہ آبِ چشمِ تر کیسا

کماں ابرو مرا شوخی سے کہتا ہے کہ دیکھیں گے
دلِ نزہت ہے کیسا اور یہ تیرِ نظر کیسا،

ہاتھ رکھدے جو سیمبر سر میرا ۔۔۔ دور ہو جائے دردِ سر میرا
میں جو روتا ہوں یاد دنداں میں ۔۔۔ اشک ہے غیرتِ گہر میرا
ماہ گردوں کا زلو ہو چہرہ ۔۔۔ بام پر آئے گر قمر میرا
ہنس کے بدخو نے آج باتیں کیں ۔۔۔ ہو گیا گر یہ کارگر میرا
بزم جاناں میں غیر کے آگے ۔۔۔ ذکر ہوتا ہے بیشتر میرا

کوئی مجھ کو برا کہے نزہت
اس میں ہرگز نہیں ضرر میرا

اگر کبھی مرے دل میں خیالِ حور آیا ۔۔۔ تو ساتھ اس کے تصور ترا ضرور آیا
نمود سبزہ ہوا حسن میں قصور آیا ۔۔۔ نہ پھر بھی پاس مرے شوخ پر غرور آیا
یہ کون فتنۂ محشر سوئے قبور آیا، ۔۔۔ کہ مردے چونک پڑے خواب میں فتور آیا
انھیں قمر کہوں یا مہرِ دل فروز کہوں ۔۔۔ کہ انکے آنے سے پہلے ہی گھر میں نور آیا
رکا ہے سینہ سے ہر دم چل کے ضعف میں لب پہ ۔۔۔ کہ تھک گیا ہے یہ طے کر کے راہ دور آیا
جو آئی ہچکی تو سمجھا کسی نے یاد کیا ۔۔۔ جو پھڑکی آنکھ تو جانا کوئی ضرور آیا
بڑی ہوئی ہیں جو رندوں کی شوخیاں حد سے ۔۔۔ یہ کون زیب دہِ محفل سرور آیا
خرد کو طاق میں رکھکر وہ ہو گیا ناداں ۔۔۔ تمہاری بزم میں کیسا ہی باشعور آیا
یہ اتحاد محبت کی دیکھو کیفیت ۔۔۔ شراب یار نے پی اور مجھے سرور آیا
شبِ وصال وہ گھبرا کے بولے ہو گئی صبح، ۔۔۔ ذرا بھی کان میں گر نغمۂ طیور آیا

کبھی کی چشم خماری تو کیا ہوں نزہت
جو دیکھ آیا وہ ہوکر نشہ میں چور آیا

ہوگیا سجدہ گہ خدائی کا، نقش اس بت کی زیر پائی کا
کیا قیامت ہے کٹ نہیں سکتا ایک لمحہ تری جدائی کا
مجھ کو ترچھی نظر سے دیکھ تو لو کہ میں عاشق ہوں کج ادائی کا
اپنا بندہ بنا کے عالم کو، دعوی کرتے ہیں بت خدائی کا
فصل گل میں بھی مجھ کو اے صیاد حکم دیتا نہیں رہائی کا
اے فلک ہے بہت قلق مجھ کو اپنے نالوں کی نارسائی کا
روز محشر کریں گے داور سے، شکوہ ہم تیری بے وفائی کا
دلبری تھی اس کو مدّ نظر، اور دھوکہ تھا آشنائی کا
اپنی گردن کی کچھ بھی فکر نہیں، ہم کو ڈر ہے تری کلائی کا

دل کے لینے کے واسطے نزہت
صرف دھوکا تھا آشنائی کا

جبکہ پہلو میں دل رہا نہ رہا زندگانی کا کچھ مزا نہ رہا
چارہ گر پھر علاج کیا حاصل جب مرض قابل دوا نہ رہا
اب جو آیا جواب خط شاید وہ جو پہلے غرور تھا نہ رہا
برہنہ تیغ نہ آزمائیں آپ، سر تو اپنا ہے گو رہا نہ رہا
اے بتو! دعوی خدائی حیف اب تمہیں خوف کبریا نہ رہا

شکر ہے اب تو اس کی محفل میں دخل اغیار کا ذرا نہ رہا
اس کے کوچہ میں جا کے مر جاتے کیا کریں زور دست و پا نہ رہا
میری وحشت کے آگے مجنوں کو پیش قدمی کا حوصلہ نہ رہا

دیگر

زلف سے کس نے نکالا رخ رخشاں اپنا شرم سے حور نے کیا منہ تہِ داماں اپنا
مجھ کو ڈر ہے کہ کلائی نہ کہیں خم ہو جائے دست نازک سے اٹھاتے ہیں وہ داماں اپنا
کوئی صورت نظر آتی نہیں اب جینے کی، دشمن جاں ہے غم فرقت جاناں اپنا
ایک دم بھی نہیں رونے سے ٹھہرتا ہر گز کہیں طوفاں نہ کرے دیدۂ گریاں اپنا
خیر مقدم دلدار صبا لائی ہے کہ گلوں نے کیا پھر چاک گریباں اپنا

پھول خجلت سے ہو پژمردہ چمن میں زہت
جائے اک بار اگر وہ گل خنداں اپنا

سیر کرتے ہو ایک عالم کی پر ادھر ہی گذر نہیں ہوتا،
اپنے عاشق سے اے تغافل کیش، کوئی یوں بے خبر نہیں ہوتا
دیر سے کشتنی پکارتے ہیں کیوں جدا تن سے سر نہیں ہوتا
آج پہلو سے دل گیا شاید سینہ میں شور و شر نہیں ہوتا
اپنی منزل میں جز بہ نالہ و آہ کوئی بھی ہمسفر نہیں ہوتا

دل پہ ہوتا ہے جبر سا زہت
پاس جب فتنہ گر نہیں ہوتا

حسرتیں پیٹتی روتا ہوا ارماں نکلا ۔ میرا تابوت نہ کچھ بے سروساماں نکلا
لاکھوں ارماں میرے ساتھ نہ خاک ہوئے میرے مرقد سے عجب گنج شہیداں نکلا
تھا عجب لطف خلش میں مجھے حاصل ہے دوست میرے دل سے نہ میرے تیر کا پیکاں نکلا
زلف کی یاد میں جاتی رہی جمعیت دل نالہ جو سینہ سے نکلا وہ پریشاں نکلا
عکس کس کان تحیر کا پڑا ہے اس میں آئینہ خانہ سے آئینہ جو حیراں نکلا
مے کشوں میں تھی خوشی گھر کے وہ آیا بادل غور سے دیکھا تو درد دل سوزاں نکلا

دیگر

میں چھڑا کر تجھ سے دل اے کوئے جاناں لے چلا
دل مجھے تیری طرف پھر پابجولاں لے چلا
واہ اے سفاک کیا کہنا ہے ناوک کا تیرے
توڑ کر پہلو میرا دل تیر مژگاں لے چلا
قوتِ ضعفِ نزاکت تب ہوئی مجھ پر عیاں
میرے قابو سے میرا دل یار جاناں لے چلا
جوش وحشت تو نے دکھلایا مجھے کیا سبز رنگ
چھوڑ کر راہ بیاباں سوئے زنداں لے چلا
پاس وہ آیا تو رعب حسن نے لوٹے حواس
جب چلا صبر و سکوں وہ آفت جاں لے چلا

دیگر

گر بہ بیند لمعہ روئے پیمبر آفتاب ماند از نور رخش حیران و ششدر آفتاب
گر بہ صد تابش بر آید روز محشر آفتاب کہ بود بار روئے تابانت برابر آفتاب
یا نبی الانبیاء از تست روشن دو جہاں تاج نورانی نہد پیش تو از سر آفتاب
گر نہ یفتادے بر دیگ بر تو نور رخت ایں چنیں ہرگز نمی بودے منور آفتاب
با ہمہ حسن تو اضحیٰ از خط نصف النہار میشود حاضر پئے تسلیم بر در آفتاب
از برائے عود سوز بخورِ در گہت یا نبی روز ازل گردید مجمر آفتاب

در فراقت آہ سوزاں چوں ز دل آید بروں — زاہ اخگر ہا برآید و ز ہر اخگر آفتاب
از برائے دفع خون فاسد ہر بدرگی — از شعاع خود نماید نوک نشتر آفتاب

دیگر

بکن طبع امروز اظہار جودت — کہ آمادہ گردید سامان راحت
طرب از ہمہ سوئے روی نماید — ز ہر گوشہ آید مر بانگ عشرت
سروش فلک می رساند ندا ہا — کہ رفتند از دہر گرد کدورت
صدائے خوش آیندہ آید بگوشم — کہ حق ساختند از جہاں نام کلفت
زباں قلم در ترنم سرائی — دل من برقص ست ساعت بساعت
ندانیست می جوشش ایں طرب را — منادی دانش بگفتا کہ نزہت
تو در غفلتی و فراموش کارے — فراموشیت می نباید نہ غفلت
کہ مخدوم و موصوف و ممدوح والا — نوازش گر حال توذی کرامت
فلک میر صاحب کرامت علی را — رسانید الحال بر صدر رفعت،
اسسٹنٹ انسپکٹر مستقل شد — بصدر جلیلش خداداد عزت،
چو از دانش ایں مژدہ آید بگوشم — چنانم برانگیخت افراط فرحت
کہ در پیرہن می نگنجید جسمم، — نہ در خانۂ من رواں در سکونت
چناں گشت می شادی رواں تنم را — کہ گفتند باہم مبارک سلامت
منت گویم اے قبلۂ حاجت من — سلامت مبارک مبارک سلامت
ہمایوں کنوں باد آئندہ افزوں — ترا عزت و شوکت و جاہ و ثروت
مراتب مناصب باعزاز کامل — علوے مدارج بام حکومت،
سزاوار بادا بالطاف باری، — کہ تا آخر ایں صدی نبوت،
پئے خیر خواہاں بود خیر و خوبی — سر دشمناں باد در زیر پایت،
بممدوح من یا الٰہی چناں کن — رشادت سعادت سعادت رشادت

بہ قدرت علی ساز مقبول یا رب

ز نزہت دعائے رشادت سعادت

خوش صفیران بہار گلستان کوئے دوست
کہتے ہیں رضوان جاکر داستان کوئے دوست

بے زبانی نے ہمیں افسوس عاجز کردیا
ورنہ ہم کہہ کر سناتے وصف شان کوئے دوست

گرچہ ظاہر میں زمین پر ان کی بود و باش ہے
ہیں جناں والوں میں لیکن ساکنان کوئے دوست

ہے یہاں کی سی زمیں نے آسمان کوئے دوست
اور ہی عالم سے بستاں کو جہاں کوئے دوست

کیسے کیسے دیکھئے پہونچائے گی قسمت ہمیں
میں نحیف و زار ناپیدا نشان کوئے دوست

تابش خورشید محشر سے وہاں ہوگی نجات
میں نہ بھولوں حشر میں یارب نشان کوئے دوست

دفن ہوتا ہے جنہیں خاک مدینہ میں نصیب
ہیں وہی مست سر عشق جاوداں کوئے دوست

خاک کو گل اپنا ہر پر شرف دیتے ہیں ہم
ہم سے بڑھ کر کون ہوگا رتبہ داں کوئے دوست

جان جاں سے وصل ہے بے واسطہ ہر دم نصیب
ہنستے ہیں اہل جہاں پر ساکنان کوئے دوست

کام سے جاتے رہے ہیہات پائے جستجو
پھر بھی ہاتھ آیا نہیں اب تک نشان کوئے دوست

عمر تو ساری تجسس میں ہوئی نزہت بسر
جم کے بیٹھے ہم نے جب پایا نشان کوئے دوست

دیگر

شب کی تاریکی میں خوش آئے نہ کیوں دیدار صبح
ہے پس رخ زلف جاناں طرۂ طرار، صبح

کس عبیر زلف کی نکہت اڑا لائی صبا
ہے معطر ساز عالم موج عنبر بار، صبح

کھل گیا نقاب نوشین سحر میں کس کا جوڑا کھل گیا
ہو گیا خجلت زدہ جو عالم تاتار صبح،

رنگ جب چہرے سے صاف ظاہر ہو گیا
ہے شب یلدا یہ غالب حملہ پیکار صبح

سن غفلت میں تو دن دنیا کے گزر نہیں کرتا
یاد حق کر رہے کوئی دم رونق بازار، صبح

ساغر یا ہو کا متوالا ہے صوفی مست شب — زاہد بیدار یا آمی سے ہے عیار صبح

عالم مستی کے اس تاریک شب کی وحشتیں
دور کر دینا بہ نزہت وعدۂ دیدار صبح

روشنی بخش زمانہ گرچہ ہے انوار صبح — نور چشم عاشقاں ہے یار کا دیدار صبح
جنبشیں اوڑھے دوپٹہ کوئی اٹھا ہے سحر — ہو گیا خجلت زدہ جو دامن گلنار صبح
شام گیسو کا تری پرتو ہے اور رشک پری — ہے ترے نور جبیں سے رونق بازار صبح
نیند میں غفلت کے سونا کچھ نہیں آتا ہے کام — رات میں کرتے ہیں دانا فکر کاروبار صبح
کیسے ملنا ہو الٰہی اس بت عیار سے — شام کا وعدہ غلط نا معتبر اقرار صبح
چاندنی کے پھول ہیں شب میں نجوم آسماں — آفتاب اس کے چمن میں ہے گل دینار صبح
شب کی تاریکی بلائیں شوق سے زلفوں کی لے — تیرے عارض پر تصدق ہو تجلے زار صبح
جان آتی ہے تن خوابیدگاں میں یک بیک، — کیا اثر رکھتا ہے سحرت مری کردار صبح
لو ہیں جانیہ و بوئے وصل کی شب ناز سے — جھلملاتے ہیں وہ دیکھو ثابت و سیار صبح
گرچہ شب باشی سے تم نے گھر بسایا غیر کا — پھونک دیگی دل جلوں کی آہ آتشبار صبح
تاب جھومر کی نہیں یہ ہے طلیعہ حسن کا — جلسے تڑکا نور کا ہے قافلہ سالار صبح
اور ہر اک آن کے چکر سے چکراتا ہے جی — تازہ ساز دل ہے لیکن گردش دوار صبح
کچھ نہیں کرتے ہوائے گرم و تاب آفتاب — ہو چمن آرا اگر فیاض مینو کار صبح

دیگر

مشرق جلوۂ حق احمد مختار کا رخ — شان الطاف خدا سید ابرار کا رخ
لاکھ سودا ہوا سو طرح کی انجمن دیکھی، — نہ پھرا الفت گیسو سے دل آزار کا رخ
طاق نسیاں میں رکھے اپنی کتاب حکمت — گر نظر آ [illegible] کا رخ

جب سے اس دل میں گلِ روئے نبی کا ہو خیال
خواب میں ہم نے نہ دیکھا خلش خار کا رخ

سنبل خلد ہے گیسوئے شہ ہر دو سرا
ہے گل باغ ارم احمد مختار کا رخ

آتش شوق زیارت نے مگر پھونک دیا
سرخ دیکھا جو خوشی سے ترے زوار کا رخ

شاید آتی ہے صبا لیکے شمیم طیبہ
ہے جو مغرب کی طرف آہوئے تاتار کا رخ

ان کی نعلین کے گر خاک میں لوٹے جا کر
صاف ہو آبروئے گوہر شہوار کا رخ

شوق دل کو مرے مانع ہے ادب لے نزہت،
ورنہ میں چوم لوں اس روضہ کے زوار کا رخ

دیگر

ہے لطف سے امت کی طرف روئے محمدؐ
یارب ہو ترا بزل کرم سوئے محمدؐ

کونین ہو کیا قیمت گیسوئے محمدؐ
افزوں ہے دو عالم سے سر موئے محمدؐ

جس سر میں ہو عشق رخ و گیسوئے محمدؐ
مائل رہے دن رات وہی سوئے محمدؐ

ہر شاخ ہو اس کی پئے تسلیم ابھی خم،
گر دیکھ لے طوبیٰ قد دلجوئے محمدؐ

تنویر دل یار کا کس طرح بیاں ہو
ہے مہر سے روشن کہیں پہلوئے محمدؐ

قوسین میں بیٹھے دو غزالان حرم ہیں
یا چشم سیہ ہے تہ ابروئے محمدؐ

سر اہل عداوت کے، اشارے سے قلم ہوں
ہے تیغ قضا جنبش ابروئے محمدؐ

رستم کی کماں کو کہیں خدام کیا دہ
کیا ہو صفت قوت بازوئے محمدؐ

لگ جائے مری خاک ٹھکانے سے الٰہی
یہ ہڈیاں کھا جائے سگ کوئے محمدؐ

معجز نگہی نے کیا عالم کو مسخر،
صیاد جہاں ہو گیا آہوئے محمدؐ

بیداری سے راتوں کی یہی صاف ہے ظاہر
قابو میں ہے دل دل پہ ہے قابوئے محمدؐ

آنکھوں کے اشارے سے ہو دل شیر کا پانی
صیاد جہاں ہو گیا آہوئے محمدؐ

آجاتا ہے جب یاد مجھے روز قیامت
پڑتی ہے اسی وقت نظر سوئے محمدؐ

تاب مہ خورشید کہ تابہ برخ او،
شد جلوہ گہ نور قدم روئے محمدؐ

پژمردہ بہار چمن ہر دو سرا ہو
لیکن تر و تازہ ہے گل روئے محمدؐ

پتلی بنی توسن کی مرا مردم دیدہ اس درجہ ہے شوق گذرے کوئے مولا

نزہت یہ بہار دو جہاں وقف خزاں ہے
پژمردہ نہ ہوگا چمن روئے محمد

دیگر

جنگ میں بھاگ گئے سامنے سے زن بنکر آئے جو مرد نریمان بہمن بنکر
جو محمد سے مقابل ہوئے دشمن بنکر جلتے ہونگے پڑے دوزخ میں وہ ایندھن بنکر
موم ہو جاتا تھا معجز سخنی سے ان کی سنگ بن کر کوئی آتا تھا کہ آہن بنکر
اس خجالت سے نگوں رہتا ہے گردن ہلال نہ مشرف ہوا نعل سم توسن بنکر
خضر آمادہ ہوئے ان کے سبب راہ نما قافلے لوٹتے رہتے تھے جو رہزن بنکر
خود پرستی مٹی اصنام پرستی ہوئی دور دل مسلماں ہوا بت بن کے برہمن بنکر
بے تری دید کی اور رونق بازار وجود چبھتا ہے تار نظر آنکھ میں سوزن بنکر
اشک خونیں نہیں فرقت میں تمہاری شہا لعل اگلے ہیں مری آنکھوں نے معدن بنکر
جس کی طینت میں بسا بغض رسول عربی ان کی خاک اڑ گئی گرد سم توسن بنکر
یاد میں کاکل والیل کی زلف شب تار رات بھر لوٹتی ہے سینہ پہ ناگن بنکر
چشم باطن ہو کشادہ تو مدینہ کی زمیں نظر آنے لگے فردوس کا گلشن بنکر
رگ جاں تار نظر رشتۂ انفاس مرا در دولت پہ لٹکتے رہیں چلمن بنکر
گر نہیں راہ مدینہ کا میسر ساماں شوق لے جائے گا خود ریل کا انجن بنکر
آرزو ہے کہ کبھی میں بھی تو بیٹھوں قابو خادم خاص در دولت مدفن بنکر
کیا کروں عرض کہ فرط تپ فرقت مولا پھونکے دیتی ہے دل و جان کو گلخن بنکر
قبر میں دیکھتے ہی ان کو پڑھونگا میں درود حشر تک سوئے گی میت مری دلہن بنکر
کیا عجب دست محبوب الٰہی کے حضور حوریں ملنے کو اگر آئیں پڑوسن بنکر

بات صناع صفات محوی کی نزہت
دل دکھاتی ہے مرا سنگ فلاخن بنکر،

جاؤں ہستی سے رخِ شہ کا میں شیدا ہو کر
دم ہو سینہ میں رواں نور کا پتلا ہو کر

اضطرابِ دلِ مضطر نہ دکھا رنگِ عروج
آپ بہ جاؤں میں سیماب کا دریا ہو کر

روئے محبوبِ الٰہی کی طرف سے ہر دم
دلِ یوسف نگراں چشم زلیخا ہو کر

گلِ رخسار کی آتش سے جو دل داغی ہو
چمکے بے شبہ شبیہِ یدِ بیضا ہو کر

بوئے گیسو تری مردوں کو جلاتی ہے شہا،
ایک دم میں درمِ اعجازِ مسیحا ہو کر

فخرِ جبریل کو اعزاز ہوا سدرہ کو،
آپ گذرے جو سوئے عرشِ معلیٰ ہو کر

سرعتِ سیر کا کیا ذکر ہو اللہ اللہ سے
آئے دم میں شہِ دیں عالمِ بالا ہو کر

روزِ محشر جو اٹھے گی رخِ زیبا سے نقاب
میں تکوں گا ہمہ تن دیدۂ بینا ہو کر

دل میں رہتے ہو مری جان کا جوہر بنکر
آنکھ میں آؤ مرے دل کی تمنا ہو کر

جوش وہ کیا جو نہ لے جائے درِ اقدس پہ
ولولہ کیا جو رہے سینہ میں پیدا ہو کر

آیا دنیا میں تو اے دولت وہ یکتا ہو کر
کہ رہا سایہ بھی فردوس میں طوبیٰ ہو کر

تابِ رخ سے ترے گردستِ نظر جل جاتا
تو کسی روز چمکتا یدِ بیضا ہو کر

رنگ دکھلائے اگر زلف تری وا ہو کر
سر میں دانا کے خرد بھی رہے رسوا ہو کر

آپ کو دور نہ کھینچو کبھی روشن نفسو
دیکھا خورشید نے نیچا بہت اونچا ہو کر

اوجِ افلاک پہ سر اپنا پہنچتا نزہتؔ،
گر قدم چومتا میں خاکِ کفِ پا ہو کر

ترچھی نظروں نے چلائے ہیں جو تدبیر سے تیر
صاف جاتے گذر پہلوئے نخچیر سے تیر

ناوکِ بد نظری اس کی طرف جائے اگر
کاٹ دیتا ہے وہیں ابرو کی شمشیر سے تیر

جز بصیادیِ مرغِ دلِ زارِ عاشق
کب نکلتا ہے کمانِ بتِ بے پیر سے تیر

طبعِ معقول پسندی پہ جو آئے اس کی
نزدِ سوزن کو وہ ثابت ابھی تقریر سے تیر

تاک رکھا ہے خدا جانے مراد اس نے دل
یاں جو آتے ہیں کمانِ بتِ بے پیر سے تیر

ناوک انداز حسد پر جو پھینکے نزہت ،
موم بن جائے دمِ گرم کی تاثیر سے تیر

دیگر

مجرئی اکبرِ و اصغر گئے عباس کے پاس — رنج و اندوہ رہے بانوئے پرماس کے پاس
صاعقہ تیغ حسینی کا جو چمکا رن میں — دور کے دور گرے کھیت رہے پاس کے پاس
سر کے نزدیک حرم آئے تو بانئی بولے — بلبلو کو نہ رکھو پھول کی پامال کے پاس
شمر یوں سینۂ شبیر پہ آتا تھا نظر، — جیسے خناس من الجنۃ و الناس کے پاس
بعد شہ غم میں ہوا خاص سواری کا فرس — نہر پر رخ نہ کیا اور نہ گیا گھاس کے پاس

صحبتِ غیر سے پرہیز ہے لازم نزہت ،
کیا کرے بیٹھ کے انساں کسی نشناس کے پاس

دیگر

دل تو میں دے چکا تمہیں باقی ہے ایک جاں فقط
کیجیئے گا اگر قبول نذر ہے وہ بھی ہر نمط

شکوۂ بے مروتی حق ہو کہ نا درست ہو
آپ کا ہر سخن بجا میں جو کہوں وہ سب غلط

مردمِ چشم حور عین کیسے فریفتہ نہ ہو،
عارضِ رشکِ ماہ پر دیکھے اگر وہ خال خط

غیر کا پرچہ بار بار پڑھتے ہیں دل لگا کے وہ
حیف کہ دیکھتے نہیں مجھ سے جگر جلے کا خط

نام مروت و وفا یار کی ذات میں نہیں ،
سادہ و صاف ماہ وش صورت حرف بے نقط

وصفِ رخِ جمیل کو چاہئیں حرفِ خوشنما
مجھ سے خرد کا حکم ہے نامہ کو پھر لگا دُ قسط

فردِ قرار داد جرم ہے جو گناہِ عاشقی
قتل کا حکم دیجئے کیجئے جلد دستخط

واعظ نکتہ سنج کی باتوں میں ہے عجیب کیف
بادہ مجھے حرام ہو اس کو حلال خونِ بط

نزہتِ بیدل وزبان سنتا ہے از رہِ ادب
کہتے ہیں جب وہ برملا حرفِ سقیم اور سقط

دیگر

آہ کرے کہاں تلک کوئی جگر فگار ضبط،
نالہ رکا نہ آخرش ہم نے کیا ہزار ضبط

ہو گیا دل تو لخت لخت تیغِ جفائے یار سے
کوئی بتائے تو سہی کیسے ہو انتشار ضبط

حال ہو بیشتر خراب دور ہے جو دل ربا
پاس نہ آنے دے کبھی خاطرِ بے قرار ضبط

لے گئے دل اڑا کے وہ، دے گئے دردِ بیکسی
جبر کے ہاتھ سے ہوا آخرش اختیار ضبط

کوہِ الم جو آپڑے سمجھیں مثالِ برگِ کاہ
صاحبِ دل جو مرد ہیں رکھتے ہیں ہمکنار ضبط

شور و فغاں نے کر دیا جان و جگر مرا تباہ
تو ہی رفیق حال ہو اے میرے غمگسار ضبط

نزہت انھیں تو رات دن طعنہ زنی سے کام ہے
ایسا کہاں سے لائیں دل جس میں ہو بے شمار ضبط

دیگر

ذرا تو ہوش میں آ اے نسیم صبح فراق
خبر دے اس کو مری جس پہ ہے جدائی شاق

قلق سے رنج سے صدمہ سے پارہ ہوتا ہے
جو یاد آتا ہے دل کو مرے زمانِ وفاق

مزے مزے کی وہ باتیں نصیحتیں پیاری
کہ جن کے کہنے کا تھا اس زباں کو استحقاق

عزیز دلہن ہو ہر دلعزیز کیسے نہ ہو
صفت کا جوہرِ ذاتی پہ ہوتا ہے طلاق

نہ بھول جائیے گا ہم سے خاکساروں کو
تو ہی امید دلاتا ہے آپ کا اخلاق

پس حضور جو حلقہ ہوا بشوکت و شان
تو دنگ رہ گئے وہ نکتہ چیں جو تھے وقاق

اگر نہ تھا وہ لب و لہجہ آپ کا لیکن
ہر ایک صوت و صدا میں رہا بہت الحاق

ہر ایک شخص نظر آتا تھا فنا فی الشیخ
ہوا ہر ایک طبیعت کو ایسا استغراق

تم آؤ لوٹ کے ایک دن یوں ہماری طرف
کہ جیسے آئے تھے فرزند حضرتِ اسحٰق

سر پر سلطنت ملک جاں مبارک ہو
عطائے حق کا ہے سر پہ دائما قلپاق

وہ سرخرو ہوں جو ہوں دل سے دوست اے نزہت
وہ تیرہ رو ہوں کہ ہو جن کے دل میں گردِ نفاق

دیگر

ملنے میں ان کے کرتا ہے جو اضطراب دل
مجھ کو خراب کرتا ہے خانہ خراب دل

میں بولتا نہیں ہوں پکارے سے غیر کے
ہے زود فہم دیتا ہے فوراً جواب دل

اس آتش فراق کا کیا ذکر کیجئے
جل کر ہوا ہے سینہ کے اندر کباب دل

پھرتا ہوں میں جو کوئے دل آزار سے کبھی
کرتا ہے جان پر مری بیحد عتاب دل

کعبہ کو پشت دیر مغاں کی طرف کو منہ — چلتا ہے کس خوشی سے یہ ناصواب دل
پہلو سے میرے کاش نکل جائے یہ کہیں — اب ہوگیا ہے جان و جگر کا عذاب دل

نزہت خدا کے واسطے کوئے بتاں سے بھاگ
کہتا ہے مجھ سے یہ سخن لاجواب دل،

اب نہیں دل میں کسی بت کا خیال — شکر ایزد ہے بہت اچھا خیال
دل پہ ذکر شمع روئے یار سے — نور برسانے لگا میرا خیال
اتحاد قلب ہو جب یار سے — غیر کی جانب نہیں ہوتا خیال
عارض و گیسو جو ہیں مد نظر، — ہے نہایت خوب اور زیبا خیال
کھل گئے اسرار مخفی یک بیک — ہم نے جب دلدار کا باندھا خیال
دلربا ہو جب حجاب اندر حجاب — جا سکے واں پھر کہو کس کا خیال

دیگر

یہ ہے نقش پائے رسول معظم — یہ تاج سلاطیں سے بھی ہے مکرم
یہ اس شاہ والا کا نقش قدم ہے — ہوئی جس کے باعث سے ایجاد عالم
وھذا الذی درۃ التاج قیصر — وھذا الختیم الخواقین خاتم
الٰہی وصل وسلم کثیرا — بروح محمد شہ ہر دو عالم
الٰہی یہ نواب کلب علی خاں — بعیش مخلد رہے شاد و خرم

دیگر

جب سنا تدبیریں آنے کی ادھر واں ہوگئیں
دونوں آنکھیں آرزوئے شوق [illegible] ہو گئیں

ان کی نیندیں خواب بلقیس و سلیماں ہو گئیں
تیری زلفیں دوش پر جس کے پریشاں ہو گئیں

آنکھ اٹھاتے ہی جہاں کو پل میں بسمل کر دیا
لاکھوں جانیں وقفِ مشقِ تیرِ مژگاں ہو گئیں

تیری زلفوں کا غسالہ جو پیئے وہ کیوں مرے
طشت میں گرتے ہی بوندیں آبِ حیواں ہو گئیں

خنجر و شمشیر ابرو کا اشارہ بن گیا ،
بجلیاں کانوں کی برقِ قہر یزداں ہو گئیں

رات کون آیا مجھے وحشی بنا کر چل دیا
دانش عقل و خرد سب نذرِ مہماں ہو گئیں

چھا گئی افسردگی کیسی گل و گلزار پر ،
میری آہیں بلبلِ نالاں کی افغاں ہو گئیں

آ کے بیٹھے طعنہ و تشنیع کی اور چھیڑ چھاڑ ،
شوخیاں سب ان کی مجھ کو راحتِ جاں ہو گئیں ،

یاد ان کی دل میں نزہت کرتی ہے کار خدنگ
اچھی شکلیں اپنی آنکھوں سے جو پنہاں ہو گئیں

دیگر

میرے مدفن کو ملی ہے کوئے دلبر کی زمیں ،
آ گئی قبضہ میں اقلیمِ مقدر کی زمیں ، ،

کس نے ہنسکر عکس دنداں سے منور کی زمیں ،
بن گئی جس کی ضیا سے آب گوہر کی زمیں

منزلِ الفت میں ملے مر مر کے کی اکثر زمیں

فی الحقیقت ہم نے کاٹی ہے یہ مرمر کے زمیں
گرم بازاری نہایت جاں ستانی کی ہوئی
آسماں کا رنگ لائی یار کے گھر کی زمیں
دیکھنے آتے ہیں گلرو بھی مری گل کا جمال
رشکِ گلشن ہو گئی ہے کوئے دلبر کی زمیں
رات دن پہر کس لئے برسے نواں گردوں سے نور
دیدۂ انجم نے تاکی یار کے گھر کی زمیں
کوچۂ محبوب میں چھڑکاؤ کی حاجت نہیں
ہم نے اپنے آنسوؤں سے اس قدر ترکی زمیں
خاک کو میری میسّر لطفِ پابوسی ہوا
ٹھوکروں سے اس نے مرقد کی برابر کی زمیں
کچھ خطر موجِ تلاطم کے حوادث کے نہیں،
تو نے یوں دریا کے عالم میں شناور کی زمیں
فیضِ عشقِ زلفِ عنبر تو کھلا مرنے کے بعد
کشتۂ گیسو کے لاشہ نے معنبر کی زمیں
کان میں اس کے جو چمکیں وہ طلائی بجلیاں
بے تکلف بن گئی اک آن سے زر کی زمیں
فرقتِ گلرو میں نزہت کس طرف کو جائیں ہم
سبزہ سے دکھلا رہی ہے نوکِ نشتر کی زمیں

دیگر

وہ آگ لگائی ہے محبت نے جگر میں ہے برق جہاں سوزِ نہاں جس کی شرر میں
ہے نور جمال ہتاب اگر چرخِ قمر میں تم ماہ دلا فروز ہو عالم کی نظر میں

دل چھین کے گھر اپنا کیا جان و جگر میں ، شوخی ہے قیامت کی ستمگر کی نظر میں
تشبیہ ترے چہرہ سے نظر آتی بھی نظر میں کاہش کا اگر عیب نہ ہوتا یہ قمر میں
ادراک کہاں اور کہاں منزلِ جاناں تھک تھک کے یہ رہ رہ گیا اس راہگذر میں
ہے ذات کا کیا ذکر صفت تک ہے رسائی اوہام ملک میں ہے نہ اذہانِ بشر میں
پرتو ترے گیسو کا ترے رخ کی تجلی ، یہ شام میں ظلمت ہے تو وہ نور سحر میں
خوں ہوتا ہے جانوں کا تبسم میں تمہارے دل صید ہوا کرتے ہیں اک ترچھی نظر میں
ہو کیسے مشرف کوئی دیدار کا طالب دیوار میں رخنہ ہے نہ روزن کوئی در میں
ہر جا ترا جلوہ ہے ہر اک دل ترا مسکن ، تو گوشہ نشیں بھی ہے تو ہے سب کی نظر میں
ہنستے ہی لب سرخ کا دانتوں میں پڑا عکس یاقوت نظر آنے لگی سلکِ گہر میں
ملنے نہیں دیتی ہے انھیں شرم عزیزان رہتے ہیں مرے حسن تصور سے نظر میں
خوشنود وہ رہتے ہیں جو راضی برضا ہیں ہے سود میں شادی نہ انھیں رنج ومضر میں
یہ مردم دیدہ ہے وہ ترک ستم آرا جو لشکر جاں فتح کرے ایک نظر میں
پہلی سی نہ دو باتیں نہ صاحب نہ سلامت چار آنکھیں بھی ہو جائیں اگر راہگذر میں
حالت کوئی ہم سے دلِ عشاق کی پوچھے ناقوس میں نالہ ہے تو فریاد گجر میں
اس طرح تمنائے ہم آغوشی ہے ان سے اک ہاتھ ہو گردن تلے اک ہاتھ کمر میں
ہنس ہنس کے لب زخم نے سوفار کو چوما اس چٹکی سے چھٹ کر جو لگا تیر جگر میں
معشوق مجازی کی طلب ہو جسے صادق بے خوف چلا جاتا ہے وہ جائے خطر میں
افسوس نہ ڈھونڈیں ہم اسے خانۂ دل میں جو خود کہے ہوں میں تو رگ جانِ بشر میں

قربان ہوں میں اس گریۂ سرشار پہ نزہت ،
خوں نابۂ دل سے ہو بھرا دیدۂ تر میں ،

وہ گل آج مہماں ہے میرے گھر میں ، مکاں رشک گلشن ہے میری نظر میں
شراب محبت بھری ہے جو سر میں ، بلا خیز موجیں ہیں اس کی بشر میں

خوشی سے مرا غنچۂ دل کھلا ہے — کہ اس گل کی خوشبو ہے بادِ سحر میں
نزاکت کا عالم تو دیکھو خدارا — کہ چلتے ہوئے پڑتے ہیں بل کمر میں
وہ چاہیں تو تم کہہ کے مردے جلا دیں — نہیں دیر لگتی زباں کے اثر میں
وہ موئے میاں ہے نظر کا سا ڈورا — نگاہوں کو دھوکا ہے ان کی کمر میں
فدا لب کی سرخی پہ لعلِ بدخشاں — کہاں وصف دانتوں کا سلکِ گہر میں
وہ طفلِ پری رو کے ساتھ آرہے ہیں — غضب کا نیا نیمچہ ہے کمر میں
منور وہ چہرہ ہے شفاف ان کا — سیاہی کا دھبہ ہے رخِ قمر میں
جسے نیک دیکھے کہے نیک اس کو — شرافت کا جوہر یہی ہے بشر میں
سحر روئے جاناں نے میدان مارا — یہ ہے رات بھر بحث اس میں قمر میں
کوئی جا نہیں تیرے جلوے سے خالی — ترے حسن کا فیض ہے بحر و بر میں
نہ پڑتا اگر تیرے عارض کا پرتو — چمک ایسی ہرگز نہ ہوتی قمر میں
ترقی یہاں ہے تنزل کا باعث — بڑھی عمر پیدا ہوا درد سر میں
گئے وہ تو آنے لگے مجھ کو چکر — تڑپ دل میں پیدا ہوئی سوز سر میں
الٰہی غمِ دوری سے سرور دیں — کھٹکتا ہے کانٹا سا میرے جگر میں
بلائیں میرے سر کی لینے لگا دل — جو سودا ہوا زلفِ سرور کا سر میں
حسینوں سے احسن جمیلوں سے اجمل — ملک کی نگاہ میں بشر کی نظر میں
مرا نطق ہے طوطیٔ باغِ جنت — چمکتا ہے مدحِ شہِ بحر و بر میں
تری یاد دل میں ترا نام لب پہ — یہ توشہ ہو یارب عدم کے سفر میں

ذکی کا مرے دم سے ہے نام روشن
میں نزہت ہوں مشہور اہلِ ہنر میں

مکرم تر محمد مصطفےٰ ہیں ۔۔۔ رسولوں میں حبیب کبریا ہیں
بڑے منصب ہیں میکائیل جبریل ۔۔۔ محمد رتبہ میں ان سے سوا ہیں
حقیقت میں جناب مصطفےٰ کی ۔۔۔ خرد حیران کیا جانے وہ کیا ہیں
یہ ثابت ہے کہ خدام محمد ۔۔۔ حجاب کبریائی تک رسا ہیں
نعیم و جنت الفردوس ماویٰ ۔۔۔ شہ کونین کے بستاں سرا ہیں،
نبوت اور رسالت سے علاوہ ۔۔۔ تفاخر یہ کہ محبوب خدا ہیں
خدا کے دوستوں میں ہیں وہ لاریب ۔۔۔ نبی کے جس قدر اہل ولا ہیں
سراپا نور ہے جسم مقدس ۔۔۔ کہ حضرت پرتو رب العلا ہیں
وہی ہیں مورد تسلیم الٰہی ۔۔۔ وہی منزل گہ صل علیٰ ہیں
محقق ہے کہ دیوان جزا ہیں ۔۔۔ وہی پیش خدا صدر العلیٰ ہیں
مدارج آپ کے اللہ جانے، ۔۔۔ بشر کیا اس کے عقل و ہوش کیا ہیں
کہا خالق نے غیب آگاہ ان کو ۔۔۔ کہ وہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ ہیں

وہی ایمان میں کامل ہیں نزہت
جو مال و جان سے ان پر فدا ہیں

جلوہ یہ کس کا سمایا آنکھ میں ۔۔۔ دھیان کس مہ رو کا آیا آنکھ میں
شاہ دیں کا جب سے آیا ہے خیال ۔۔۔ مہ سے بڑھ کر نور پایا آنکھ میں
ہو ترے محبوب کا دل میں مقام ۔۔۔ نور ہے ہر دم خدایا آنکھ میں
ہو گیا عاشق کو بھی نور نظر ۔۔۔ بن کے پتلی ان کی سایا آنکھ میں
کھپ گیا دل میں وہ روئے جانفزا ۔۔۔ اور کچھ ہرگز نہ بھایا آنکھ میں
خواب میں دیکھوں رخ محبوب رب ۔۔۔ نور ہو جائے سوایا آنکھ میں
کب کسی کی زلف کا باندھا خیال ۔۔۔ کب یہاں اندھیر چھایا آنکھ میں

مگر زلف و رخ محبوب حق ،
خوب اے نزہت سمایا آنکھ میں

پیارا ہے دل سے نبی کا وطن   نہیں ہم کو بھاتا کسی کا وطن
ہو پردیس مجھ کو مدینہ کا یارب   ہوا ہے وہاں اپنے جی کا وطن
مجھے انس ہے کوچۂ مصطفٰے سے   ہے مانوس گو آدمی کا وطن
مدینہ کی گلیوں کو جی لوٹتا ہے   نہیں ہے محل دل لگی کا وطن

کرو ترک اس دیس کو دل سے نزہت
نہیں ہے سبب بہتری کا وطن

خدا نے جمع فرمائی ہیں ساری خوبیاں ان میں
جمال اُن میں کمال اُن میں ادائے دلستاں اُن میں

نبی الانبیاء ہیں ہادیٔ جن و بشر ہیں وہ ،
نظر والوں کو ملتا ہے نشانِ بے نشاں اُن میں

نہایت خلق میں ان کو یگانہ خلق میں پایا ،
کہاں ہیں ان میں خود بینی، تکبر ہے کہاں ان میں

وہ کوچے جن میں محبوب خدا دن رات پھرتے تھے
میسّر ہے ہواداروں کو عیش جاوداں اُن میں

جو ہیں سنّت جماعت عاشقان سرورِ عالم ،
بتایا ہے رسول حق نے ایمان داماں ان میں

کوئی مصوّر کر سکتا ہے اوصافوں کو ان کے ،
ودیعت حق نے کیں حسن صفات بے کراں ان میں

یہ تھا رعبِ نبوت اہلِ محفل پر کہ اے نزہت
خموشی صاف کہتی تھی نہیں تابِ بیاں ان میں

ہم مرتبہ جنابِ نبی انس و جاں نہیں، — ہے کون جس کے جسم کا سایہ عیاں نہیں
ہر اوج ان کے اوجِ مقدس سے پست ہے — پہنچے وہاں رسول کہ جس جا مکاں نہیں
ثابت ہوا کہ مثلِ پیمبر محال ہے، — ممکن تجھے جو اس میں خرد کا نشاں نہیں
سب کائنات جس کی طفیلی متاع ہو — جز مصطفےٰ جہاں میں کوئی کارواں نہیں
جائیں کہاں مدینہ کے مشتاق یا اللہ — ہے کون سی زمیں کہ جہاں آسماں نہیں
یہ نعت ہے کہ نطق کا بھی ناطقہ ہے بند — ورنہ حجاز میں تو مرا ہم زباں نہیں
غیر از نبات میٹھا ہوا ہے نہ منہ کہیں — شیریں سخن نہیں ہے جو شیریں دہاں نہیں
مقبول ہو جنابِ الٰہی کے واسطے، — جز درگہِ رسول کوئی آستاں نہیں
ذاتِ احد دکھائے ہمیں جز رسول کون؟ — جب کیف اور کم کا وہاں کچھ نشاں نہیں
ذکرِ خدا و نعتِ جنابِ رسولِ حق — کس کام کی زباں ہے اگر یہ بیاں نہیں

بولا جو مرغِ صبح جو نزہت نے یہ کہا،
نالہ ہے ذوقِ یاد کا بانگِ اذاں نہیں

بادشاہِ دیں تم سا نہیں اللہ کے دربار میں — بیکس نوازی بیشتر ہے آپکی سرکار میں
ہم بیکسوں کو حشر کے دن ہے وسیلہ آپ کا — مرقوم گو نیکی نہیں ہے دفترِ کردار میں
محبوب اور حامد ہو تم اللہ کے محبوب تم — پیشِ خدا ہو معتبر اس گرمیٔ بازار میں
سنتا تھا جو باتیں آپکی تکتا تھا وہ حیرت سے منہ — ایسا اثر حق نے دیا تھا آپ کی گفتار میں
ترشی نہ کرتے تھے کسی کی تلخیٔ گفتار پر — یہ قہر تھا یہ حلم تھا اس دین کے سردار میں

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ انکی صفت ہے بالیقیں
نورِ خدا تھا جلوہ گر آئینۂ رخسار میں،

بندوں میں جو شامل ہوا ایمان میں کامل ہوا
نام اس کا بس داخل ہوا پھر دفترِ ابرار میں

جیسے جلیل القدر ہیں حضرت محمد مصطفیٰ
ایسا نہ ہوگا اور نہ تھا درگاہِ رحمت بار میں

ہے جو شمیم گیسوئے محبوب رب العالمین
خوشبو نہ گلشن میں ہے یہ نے طبلۂ عطار میں

اس آستاں کی جبہہ سائی کا کہوں کیا مرتبہ
آثارِ فرحت سکے عیاں پیش آئی نہ دار میں

رہتا ہوں جان و دل سے میں ہر لحظہ مداحِ نبی
رنگِ فصاحت کیوں نہ ہو نزہت مرے اشعار میں

قتل کرکے نہیں ہوتے جو پشیماں دل میں
کیا ابھی اور ہے باقی کوئی ارماں دل میں

جان اگر جائے تو ہرگز نہ ہو مجھ کو افسوس
رہے تیرِ نگہِ یار کا پیکاں دل میں

تو مجھے قتل کرے میں تجھے تکتا جاؤں
ہے یہ حسرت مری خاطر میں یہ ارماں دل میں

میں وفا کرکے جفاؤں کے اٹھاؤں صدمے
یہی انصاف ہے سوچو تو مری جاں دل میں

اس سے بہتر نہیں عالم میں کوئی لطف کی جا
آ کے بیٹھو تو کوئی دم کو مری جاں دل میں

آہ رکتی نہیں پل بھر نہیں تھمتے آنسو
ضبط جاتا رہا رہتی نہیں افغاں دل میں

ضبط وہ ہے کہ کبھی آہ نہ آئے لب پر،
جی چلے سوزِ محبت یہ ہے پنہاں دل میں

دیکھ کر مجھ کو اٹھا لیتے ہیں فوراً بیڑا
ہے عیاں خوں کا مرے کرتے ہیں ساماں دل میں

غیر کا آتا نہیں ہے کبھی نزہت کو خیال
ہے صدا عکس فگن صورتِ جاناں دل میں

شوقِ لقائے مصطفیٰ خاطر سے جانیکا نہیں
اپنے دلِ وارفتہ کو کچھ اور بھانے کا نہیں

دل میں جو رنج و تعب ہے وہ مدینہ کے سبب
غیر اہلِ دل وہ اور سے کہنے سنانے کا نہیں

جو کوئی مصرعہ نعت کا مقبولِ حضرت ہو گیا
تو نقش میرے نام کا مٹنے مٹانے کا نہیں

جس نے ستایا ہی نہیں اللہ کی مخلوق کو
مخلوق میں اس کو کبھی کوئی ستانے کا نہیں

نقشِ محبت آپکا یا شاہِ دیں خیر الوریٰ
لوحِ دلِ عشاق سے زنہار جانے کا نہیں

دیگر

عالم کے کارخانے سب اپنی شان پر ہیں،
جتنے تغیروں کے انساں کی جان پر ہیں

مغرور حسن و خوبی وہ آن بان پر ہیں
لیکن ہماری نظریں خالق کی شان پر ہیں

تولے ہوئے وہ خنجر آتے ہیں گھر سے باہر
یہاں کھیلنے کو حاضر ہم اپنی جان پر ہیں

ملنے سے ان کو نفرت ہم روز در پہ حاضر
وہ اپنی آن پر ہیں ہم اپنی آن پر ہیں

ہم انتظار میں یہاں پہنچے کنار مرقد
وعدہ خلافیاں وہاں اب تک زباں پر ہیں

سرکار عشق تم نے محروم کس کو چھوڑا
احسان تمہارے لاکھوں سارے جہاں پر ہیں

وہ مہر سے اٹھائیں یا ٹھوکروں سے ماریں
ہم اپنا سر لگائے اس آستاں پر ہیں

جاناں کی جستجو میں آگے گئے جو ہم سے
اپنے قدم بھی ہر دم ان کے نشاں پر ہیں

کب پیک وہم پہنچے اس بے نشاں در تک
جب مرغ سدرہ کے بھی دم اس ناتواں پر ہیں

کوچہ میں مہ لقا کے جس کے قدم جمے ہیں
اس فخر سے سر ان کے اب آسماں پر ہیں

کیا کہیے اس حسیں کے دندان لب کا عالم
وہ لعل بیش قیمت موتی کی کان پر ہیں،

ناقہ میں اہل ہمت کھنچتے ہیں منعموں سے
بے آبرو وہی ہیں گرتے جو نان پر ہیں،

محدود عرش جہت واں پہنچے تو کیسے پہنچے
ان کا پتہ ملے کیا وہ لامکان پر ہیں،

حیرت سے یہ کہ مجھ سے از روئے فخر و ناز حسن
آئینہ کہہ رہا ہے ہم ان کی ران پہ ہیں،

اللہ رے تیر مژگاں اف رے کمان ابرو
قربان ہم بھی ایسے تیر و کمان پہ ہیں،

جوتی پر اس پری کی مقیش کا بتانا
قبضہ کئے فرنگیں ہندوستان پہ ہیں

یہ سلطنت الٰہی قائم رہے ہمیشہ
روزینہ خوار لاکھوں جس عام خوان پہ ہیں

صبر امام برحق ظلم یزید ملعون
غمگیں خدا کے بندے اس آستان پہ ہیں

آفات ناگہانی جس کسی کی جان پر ہیں
وہ تیغ کو رگڑتے ریگ و رسان پہ ہیں

ہجدہ ہزار عالم ہیں جس کی پرورش میں
تکیہ لگائے ہم بھی اس مہربان پہ ہیں،

اس جعد عنبریں پر عقدے جو ہیں کہوں کیا
لاکھ بہت معمے صغر دہان پہ ہیں

ہرجائیوں سے نزہتِ دل کا لگانا کیا ہے،
آج اس مکان پر ہیں کل اس مکان پر ہیں

قصیدہ در نعت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ افضل

اے سیدِ ہر دوسرا اے خواجۂ دنیا و دیں
اے تاجدارِ اہلِ اتیٰ اے صدرِ او ادنیٰ نشیں

نکہت تمہاری زلف کی رشکِ شمیمِ مشکِ چیں
بوئے عرق سے شرمگیں لاریب عطرِ عنبریں

جس دم گئے معراج میں محبوبِ ربُّ العالمین
کہتے تھے قدسی برملا تم سا کوئی دیکھا نہیں

تحت الثریٰ میں ذکر سے انکے ہے خوش گاؤ زمیں
سدرہ میں انکے وصف سے ہے تر زبانِ روح الامیں

ذکرِ رفیعِ مصطفےٰ کچھ عرش والوں میں نہیں
اس کی بلند آواز گی قوسین تک ہے بالیقیں

اے زیبِ صدرِ انجمن تم پر تصدّق جان و تن
کل مال و زر تم پر فدا اے مقتدائے مرسلیں

دشتِ طویٰ میں حکم ہو موسیٰ اتارو کفشِ پا کو
ہو آپکی نعلین پا تاجِ سرِ عرشِ بریں

ہر لحظہ حاضر باش ہو جنت میں خدمت کیلئے
لاکھوں کنیزیں حور عیں غلماں غلامِ شاہِ دیں

جب خالقِ کونین نے تم کو کیا در بہ وجود
بے شک طفیلی آپکے ہیں اولین و آخریں

نقارخانہ آپ کا بجتا رہیگا حشر تک
کہتے رہیں گے رات دن پانچوں اذانیں مومنیں

سر دفترِ ربُّ العلا ہیں وہ حبیبِ کبریا
ہرگز نظیر ان کا نہیں یہ بات حق ہے بالیقیں

درگاہِ والا میں سدا جبریل ملک حاضر رہا
ہم رتبۂ گردوں ہوا ان کے سبب فرشِ زمیں،

دندانِ احمد کی صفا گر دیکھ پائے اک ذرا
غرقابِ خجلت ہو وہیں آبِ رخِ درِ ثمیں

دنیا کہ ہے فانی سرا اسمیں نہیں راحت ذرا
ہاں عیش ہے اس کو سدا جو ہے فدائے شاہِ دیں

چلتا تھا کس کس ناز سے ان کا براقِ برق دیں
جس دم ہوئے محبوبِ رب زینت فزائے پشتِ زیں

عالم میں کوئی دوسرا ایسا نہیں شیریں سخن
جو بات غصہ میں کہی تھی وہ بھی رشکِ انگبیں.

سادہ مزاجی سے سدا کرتے فقیرانہ بسر
تھے گرچہ محبوبِ خدا سلطان ملکِ دنیا و دیں

سائل نے آکر آپ سے جو مانگا فوراً دیدیا
ہرگز زبانِ پاک پر آیا نہیں لفظِ نہیں

محفل رسولِ پاک کی لاریب فرحت گاہ تھی
خوش دل بہت ہو کر پھرا آیا اگر کوئی غمیں

زرغہ میں جب کفار کے شاہ شجاعاں گھر گئے
تنہا رہے ثابت قدم چوں کوہ بالائے زمیں

تھا نفیس پر خواہش نہ تھی تن تھا مگر ستانہ تھا
بے عطر خوشبو تھا بدن بے سرمہ آنکھیں سرمگیں

مہر منور آپ کے ایوان کا شمسہ ہوا
مٹ جائے داغِ قمر رگڑے جو اس در پر جبیں

تصدیق سے صدیق ہو تکذیب سے زندیق ہو
انکار سے کفار ہوں اقرار سے ہوں مومنیں

وصفِ محمد مصطفےٰ انسان سے ہو کیونکر ادا
کرتا ہے ان کے خلق کی توصیف عالم آفریں

حسانِ ثابت شوق سے پڑھتے تھے منبر پر نثار
خوش ہو کے فرماتے تھے شہ صد آفریں صد آفریں

جب آستن حنانہ سے خطبہ کو منبر پہ گئے
رویا ستون اس درد سے گویا کہ ہے اندوہگیں

ہر اک گدائے ناتواں روزانہ ان کے عدل سے
شاہانِ سرفراز کی یہاں گردنیں اکثر جھکیں

گمراہ ہو سکتا نہیں زنہار ان کا متبع
فرمائے کس تدبیر سے پابندی حبل المتیں

جب عرش سے گذرے نبی آئی ندا یہ ہم یہی
یا مجتبیٰ یا مصطفےٰ آؤ قریں آؤ قریں

گذرے ہیں جتنے انبیا اعلیٰ ہے ان کا مرتبہ
لیکن محمد مصطفےٰ ان سب میں ہیں بالا نشیں

سب کی نظر میں آپکا فرمان تھا حکمِ خدا
احکام لاتے تھے بجا چاہے کہیں ہو یا نہیں

رعبِ نبوت آپکا تھا یہ کہ محفل میں سدا
سر کو جھکائے باادب بیٹھے رہے مسند نشیں

باشوق دل جائے تڑپتے یوں مدینہ کی طرف
گریہ ہو ریزش ابر کی ہو برقِ آہِ آتشیں

فکر سے اک روز یوں کہنے لگی میری زباں
ہے جو تو کانِ مضامیں اپنے جوہر کر عیاں

توانائیت کے دعوے میں تجھ تر سنج ہے
تو یہی کہتی ہے میرا مثل و ثانی کہاں

ادعا ہر وقت خوبی میں تجھے اپنی پسند
تو تفاخر سے ہمیشہ رہتی ہے رطب اللساں

تیرے دعوے سب بجا ہیں اور تیرا کہنا درست
ہاں مگر اب ہے مجھے منظور تیرا امتحاں

فکر نے سنکر زباں کو یوں دیا اچھا جواب ،
کون سا موقعہ کہ ہے میرے امتحاں کا کر بیاں
میں بھی تو دیکھوں کہ تجھکو ہے ضرورت یا نہیں
یا فقط ہے مجھ سے شوخی کا تکلم درمیاں
میں نے تیرے سینکڑوں فقرے سنے ہیں بارہا
تو کیا کرتی ہے ایسی بحث مجھ سے ہر زماں
کس کے اوصاف حمیدہ تجھ کو کرنے ہیں بیاں
واسطے جس کے مضامیں کا کھلاؤں گلستاں
نطق اور گویائی تو بس تیرے ہی قبضہ میں ہے
تو ادا کر لفظ میں کھولونگا مضمون کی دکاں
بس یہی کہنا تھا کہ آئے جو نا میں طبع بلند
اور کیفیت خامہ کو مہمیں فرمائی کہ ہاں

سلام

۸

سلامی طالب دیں حق کے رہبر ایسے ہوتے ہیں
فدا سر دیں پر کرتے ہیں سرور ایسے ہوتے ہیں
تجلی سے سر شبیر کی یہ صاف روشن تھا
کہ نور حضرت باری کے مظہر ایسے ہوتے ہیں
ستمگر جرأت شہ دیکھکر کہنے لگے باہم ،
خدا کے شیر سے پیدا غضنفر ایسے ہوتے ہیں
کیا عالم کو غمگیں قتل شاہ دیں سے اعدا نے
جہاں میں دیکھو برپا ساز محشر ایسے ہوتے ہیں
رگ برگ گل تر سے خلش ہو جسم والا کو
نزاکت اس کو کہتے ہیں ستمبر ایسے ہوتے ہیں
ہزاروں زخم کھائے شاہ نے اس جسم نازک پر
شجاعان جہاں کے تاج و افسر ایسے ہوتے ہیں
ستم اغیار و اعدا کے اٹھائے دوست کی خاطر
رضا جوئے خداوند معتدر ایسے ہوتے ہیں
خوشی سے کی فدا جاں شہ پہ عباس دلاور نے
کہیں پیدا زمانہ میں برادر ایسے ہوتے ہیں
سپاہ شام بولی دیکھکر رنگ علی اکبر
نبی زادے جری اللہ اکبر ایسے ہوتے ہیں
کہا حر اور ابن سعد کے حق میں شہ دیں نے
خدا رس ایسے ہوتے ہیں ستمگر ایسے ہوتے ہیں
یزید بے حیا سے عابد بیمار یوں بولے !
ذرا منہ دیکھ اپنا بانی شر ایسے ہوتے ہیں

جہاں میں انگلیاں اٹھی تھیں اہلِ شام کی جانب
عدو اللہ ایسے بندۂ زار ایسے ہوتے ہیں ،

نبردِ حضرتِ قاسم سے تھا یہ شور اعدا میں
جری اک اک ہزاروں کی برابر ایسے ہوتے ہیں

زباں سوکھی دکھا کر بولے عبداللہ سے حضرت
حقوقِ میہمانی او ستمگر ایسے ہوتے ہیں

وہ ریگ گرم اور وہ دھوپ اور وہ پیاس کی شدت
کریں صبر و تحمل میرِ کوثر ایسے ہوتے ہیں

محبانِ شہِ دیں روتے روتے کیوں نہ مر جائیں
کہ دنیا میں نہیں برباد یوں گھر ایسے ہوتے ہیں

کیا پابند عابد کو تو بولیں بیبیاں رو کر ،
کہیں بھی قابلِ زنجیر لاغر ایسے ہوتے ہیں

جو حُر داخل ہوا خدمت میں مولا کے تو فرمایا
مآل اندیش آخر میں خرد ور ایسے ہوتے ہیں

عیاں ہوتا تھا یہ جوشِ قاسمی سے عون و جعفر کی
لبِ جوئے جناں سرو صنوبر ایسے ہوتے ہیں

ملایا خاک و خوں میں بے سبب زہرا کے لعلوں کو
سیہ دل کج باطن زشت گوہر ایسے ہوتے ہیں

رخِ شبیر کے پرتو سے ذرّے بن گئے اختر
نبی کی آل کے چہرے منور ایسے ہوتے ہیں

رہِ و رسمِ یزیدِ بد سے اپنے جد کی امّت کو ،
بچایا جان دے کر دیں کے رہبر ایسے ہوتے ہیں

بہت آداب سے آلِ نبی کی مدح لکھتے ہیں
صلہ حق سے جو پائیں وہ ثنا گر ایسے ہوتے ہیں

سلامی شہ کا نزہت ہے کہو عالی دماغوں سے ،
کہ گلزارِ طبیعت کے گُلِ تر ایسے ہوتے ہیں

جب سے اس کی زلفِ مشکیں میں پھنسا ہے دل مرا ،
جس قدر جمعیتیں تھیں سب پریشاں ہو گئیں

جانکنی میں لے لیا نام محمد کیا کہوں
موت کی جو سختیاں تھیں سہل و آساں ہو گئیں

گالیاں قند مکرر ہو گئیں ہاں ہو گئیں
پھبتیاں جتنی کہیں سب راحتِ جاں ہو گئیں

عاشقوں کو وہ بتِ کافر نہ لایا دھیان میں ،
دل تصدق ہو گئے جانیں بھی قرباں ہو گئیں

اس کی میٹھی میٹھی باتوں کی ملاوت کیا کہوں
جھڑکیاں جس کی تپ ہجراں کا درماں ہو گئیں

یاد آتی ہیں تو ہوتا ہے کلیجہ پاش پاش
دلربا شکلیں جو زیر خاک پنہاں ہو گئیں

کوچہ جاناں میں جانے کی نہیں کوئی سبیل،
بند راہیں ہو گئیں مسدود گلیاں ہو گئیں

نقش پائے یار میں آتے ہیں گل بوٹے نظر،
اس کی گلیاں بھی ہمیں فردوس ساماں ہو گئیں

دیگر

ہم جو تم کو مہرباں کہنے کو ہیں
جان و دل سے قدرداں کہنے کو ہیں

آپکے الطاف بے پایاں کو ہم
اس جماعت میں عیاں کہنے کو ہیں

وضع کی پابندیوں کو دیکھکر،
شکریہ کان و زباں کہنے کو ہیں

ہیں جو اوصاف ہمایوں آپکے،
راست گو سب بے گماں کہنے کو ہیں

اس کا چرچا عام میں ہوگا ضرور
ہم جو محفل میں نہاں کہنے کو ہیں

دیگر

طبع پر جوہر سے یوں کہنے لگی میری زباں
لا مضامین عرش کے اور دیکھ پھر میرا بیاں

مخزن اسرار تو ہے اور میں اس کی کلید
میں ترے جوہر دکھاؤں تو مرا کر امتحاں

میں نہیں ہوں ایک مدت سے مضامین آشنا
سیدھی باتوں میں مزا ملتا نہیں اے مہرباں

بات کرنے سے قاصر تو میں کبھی رہتی نہیں
تجھ کو بھی معلوم ہے اور جانتا ہے سب جہاں

طبع بولی کیا ہے سبب، کس لئے بند ہے تجھے
کونسا باعث ہے جو اپنے کروں جوہر عیاں

سرسری مضمون میرے کیا نہیں تجھ کو پسند
کیوں دقائق کی طرف کی منعطف تو نے عناں

کون ہے کس کیلئے تکلیف دیتی ہے مجھے
کس کی ہے مدحت گری منظور دے مجھ کو نشاں

طبع سے یہ سن کے یوں میری زباں گویا ہوئی
اس کی مداح ہے مجھے منظور ہی جانِ جہاں

نام ہے جس ذی کرم کا خواجہ عبد الغنی
ہے جو از روئے نسب لاریب عالی خانداں

ذات سے جس کی ہزاروں فائدے ہیں عام کو
خوبئ خصلت سے جس کی ہے جہاں رطب اللساں

فیض بخشے ہیں ازل میں مبدءِ فیاض نے
جس کا خوبی سے بہت اظہار ہوتا ہے یہاں

دیگر

بہار ہر دو عالم ہے گلِ رخسارِ جاناں میں
وہی اک پھول لاثانی کھلا ہے باغِ امکاں میں

سوائے میوہ و گل اور کیا ہے باغِ رضواں میں
سرورِ جاں جسے کہئے وہ ہے دیدارِ جاناں میں

تصور نے ترے دل کو بنایا جنت الماویٰ
ترے جلوے بہارِ جاوداں ہیں عالمِ جاں میں

خدا سنبل کی گلدستہ بنے گلہائے جنت کا
پڑے پرتو جو گیسوئے نبی کا سنبلستاں میں

ہوا حسنِ ملیح مصطفیٰ کا شہرہ عالم میں
جمالِ یوسفی کا غلغلہ تھا مصر و کنعاں میں

گنہگارانِ امت کی لگے کشتی کنارہ پر
پکاریں المدد یا سیدی گر عینِ طوفاں میں

نبی کے گرئ رخسار کا گر عکس پڑ جائے
بہاراں جلوہ گر ہو یک بیک فصلِ زمستاں میں

رسائی ہو وہاں جن و بشر کی حوصلہ کس کا
فرشتہ بے تکلف جا نہ سکتا تھا شبستاں میں

تجلی وادئ ایمن کی موسیٰ کا تفاخر تھا
کہ سبحان الذی نازل ہے شانِ فخرِ انساں میں

پیمبر کو نہ جانے اور موحد ہو تو کیا حاصل
یہی تو فرق بتلایا گیا ہے کفر و ایماں میں

نبی کے عشق سے عاشق کے دل میں وہ تجلی ہے
کہ ہو سکتی نہیں زنہار جرمِ ماہ تاباں میں

ستارے چرخ کے ذرے زمیں کے ان سے روشن ہیں
انھیں کے نور کی تابش ہے خورشیدِ درخشاں میں

بتائے سبب وحشت تجھ کو یہ واماندگی کیوں ہے
ابھی کچھ تار باقی ہیں ہمارے جیبِ داماں میں

بشر کا ہے وہ رتبہ جس کی خاطر آپ فطرت نے
کئے پیدا نخیل و بوستاں دشت بیاباں میں

بشر نما کی پریزاد آتشی پھر ربط کیونکر ہو، عداوت ہے ہمیشہ سے برابر جن و انساں میں
سمجھ درکار ہے نزہت نبی کی رتبہ دانی کو
کہ آسکتی نہیں شانِ نبوت ذہن ناداں میں

متفرق اشعار ردیف وار

طائرِ جاں کی یہ خواہش ہے کہ کوئی کہہ دے، دام گیسو کا بچھانے کو وہ صیاد آیا
اب تو مقتولوں کی فہرستِ اسامی دیکھو ضبط میں ہندسۂ خاتم تعداد آیا
اس نے دل سینکڑوں پاؤں سے ملے پھینک دیئے دل ہمارا ہے پرکھنے جسے نقاد آیا
توبہ دعویٰ خدائی سے صنم کرتے ہیں بتکدہ میں یہ کوئی صاحب ارشاد آیا

بخت ہی گر ہو سرِ یاری تو شوق دید خود پردہ بردارِ جمال دلربا ہو جائے گا
آپ کو قابو میں کر کے محوِ جاناں ہو تو دیکھ خود بخود خاطر سے ترکِ ماسوا ہو جائے گا
منزلِ الفت میں تو جس دم فنا ہو جائے گا صورتِ محبوب آغوشِ [illegible] ہو جائے گا

کیوں نہ فرقت سے کھلے گل کی طرح دل اپنا کھینچ لایا ہے انھیں جذبۂ کامل اپنا
وا نہ ہوگا کبھی یہ عقدۂ مشکل اپنا یارا اپنا ہے صد افسوس نہ یہ دل اپنا

بزم سے جب وہ رواں سوئے چمن ہو جائیگا اور سے کچھ اور حالِ انجمن ہو جائے گا،
کوچہ جاناں اگر اپنا وطن ہو جائے گا پھر تو حاصل مدعائے جان و تن ہو جائے گا
سرخ جامہ کا پہننا ہے سزاوار آپ کو سوسنی پوشاک سے نیلا بدن ہو جائے گا
خرمی آباد یہ گھر آپ کے آنے سے ہے واپسی کے وقت گھر بیت الحزن ہو جائے گا

دیکھا جو دل کے داغوں میں عالم بہار کا خاکہ اڑایا مہ نے دلِ داغدار کا
پھر ان دنوں بہار پہ ہے حسن یار کا اللہ نگاہبان دلِ بے قرار کا

نگہ کی سنگینیوں سے ٹوٹے لشکر گوروں کالوں کا
دل پتھر ہوتا ہے ان ابھرے سینہ والوں کا

من نہ آں مستم کہ می گویم در میخانہ را
مست چشم ساقیم برہم زنم پیمانہ را

می نہ بودے بود ایں پیدا ئیم کاشکے
تاہی دریافتم من ہستی جانانہ را

طاقت ضبط نہ دارد دل غم دیدۂ ما
خوں بگرید بہ ہمیں دیدۂ نم دیدۂ ما

قیامت خیز ہے اٹھنا مرے پہلو سے جاناں کا
سرشک خوں رلاتا ہے سفیدۂ صبح خنداں کا

جلانا وعدہ سے اور مارنا ایفا نہ کرنے سے
یہ اک ادنیٰ کرشمہ ہے ہماری آفت جاں کا

تصور اس لب پاں خوردہ کا مجھکو رلاتا ہے
نہ ہو کیوں رنگ میرے اشک میں لعل بدخشاں کا

جاگزیں دل میں اگر عشق پیمبر ہو گیا
نقطۂ خال سویدا ماہ انور ہو گیا

صد ہزاراں آفریں لے نوبہار کوئے دوست
ہے فضائے باغ جنت ہی نثار کوئے دوست

ہر کس طمع آں رخ چوں شمع نمود
چوں شمع رخش شمع دریں جمع نمود

دل مرا زلف سیہ ڈس گئی ناگن بنکر
بے گناہ دوست نے مارا مجھے دشمن بنکر

یاالٰہی بے خطا بے جرم ہے میرا پسر
دشمنی رکھتے ہیں اس سے شہر والے فتنہ گر

تو برائے احمد مختار و بوبکر و عمر
دشمناں را دوست گرداں دوستاں را دوستتر

آئے تھے مرنے کو ہم مقتل میں ساماں دیکھ کر
پھر چلے زیر بغل خنجر کو پنہاں دیکھ کر

ہم ہیں خوباں زمانہ کی جفا سے یک سو
کہ سدا پیش نظر ہے رخ جاناں کا خیال

کیا دکھاتا ہے مئے ناب کی ہم کو بطِ مے
ہم ہیں او پیر مغاں بادہ پرستان خیال

کالی راتوں سے جدائی کی ڈراتا ہے فلک
ہے ترا دھیان ہمیں شمع شبستاں کا خیال

چاہیئے ہر کام میں انسان کرے حاصل کمال
کرتا ہے دل سے پسند ہر صاحب دل کمال

مرتبہ جن و ملک سے کیوں ہے انساں کا بلند
گر نہیں رکھتا ہے اپنی میں یہ مشت گل کمال

گر کمالات جہاں ہے تو پہلے علم سیکھ
پا نہیں سکتا کسی صورت کوئی جاہل کمال

اگر گیسو کے پھندے میں پھنسا دل
تو دونوں دین سے جاتا رہا دل

خلق پر لطف کبریا ہو تم
یا نبی سایۂ خدا ہو تم

مقتدی آپ کے ہیں جملہ رسل
سارے نبیوں کے پیشوا ہو تم

زلف شبرنگ و روئے انور سے
شرح واللیلُ والضحیٰ ہو تم

پس فنا جو کھلی ہیں آنکھیں کسی کے میں انتظار میں ہوں
یہ کون آتا ہے آنیوالا کہ منتظر میں مزار میں ہوں

حبیب خالق رسول اکرم حضور والا شہ معظم ،
ہو میرے دل میں خیال ان کا لحد کی جب کنار میں ہوں

دلائے احمد پکارتی ہے کہ ہوں میں مومن کے دل میں ایماں
عیاں نہاں رنگ و بو ہوں گل میں ترا تصور ہزار میں ہوں

جو چھد کے رہ جائے تیر الفت میں قلب میرا یہ پارہ پارہ
تو دل کہے اک گل تمنا کھلا ہوا اس خار میں ہوں

کب بشر میں ہے ترے اوصاف کی تاب و مجال ،
مبدء فیاض تو نے فیض مظہر کی زمیں ،

تاج دولت فرق سلطان اجنہ سے گرا
تو نے آدم کے لیے جس دن مقرر کی زمیں

جستجو نے ہم سے چھنوائی ہر اک جنگل کی خاک
شوق نظارہ نے دکھلائی ہے در در کی زمیں

چاہیئے نزہت یہاں آداب سے رکھنا قدم
نعت احمد ہے نہیں ہے یہ ہر سگھر کی زمیں

ہے اتحاد اتم کا جلوہ کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں
دوئی کا یہاں تک مٹا ہے نقشہ کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں

بسا وہ مجھ میں میں اس میں ایسا گم ہوں خودی کو کھو کر خدا کو پایا
یہ نحن اقرب سے ہے ہویدا کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں

خودی میں ایسا بھول جاؤں کہ پھر اپنی خبر نہ پاؤں
دکھائے وحدت یہ مجھ کو جلوہ کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں

جسد بحب روح نے کیا فرق بحرِ وحدت میں جا کے ہوئی غرق
یہ نزہت اس وقت کہہ پکارا کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں

صاف نورانی وہ چہرہ اور داغی ماہ چرخ
قابل تشبیہ رخ جرم مہ کا مثل نہیں

کیوں نجومی کو نہ ان کی رتبہ دانی ہو محال
یہ تو معمولی سی مہر و ماہ کی منزل نہیں

ہماری مطبوعات

قرآن شریف مترجم ۲۲/
فتاوی رضویہ دوم سوم
شمع شبستان رضا
جاء الحق کامل
خطبات رضویہ مترجم
مکمل نعیمی خطبات چار حصے
بارہ تقریر
خطبات اول
اوراق غم
مقام نبوت
کتاب العقائد
آخری پیغام
امتیازات مصطفے
احکام شریعت
سیرت رسول عربی
اسلام اور ہندوستان
فضائل صدقات
فلسفہ نماز
شان خطابت
شان حبیب الرحمن

مکتبہ نعیمیہ دیپاسرائے سنبھل مراد آباد یوپی

PRINTED BY EAGLE OFFSET